DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222629
UNIVERSAL LIBRARY

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنہ کہ این [illegible] محبت و سرمایہ خطوط وصال و فرقت
مضامین اعلی [illegible] معروف بہ [illegible] تحفۂ افضل موسوم بہ

محرک عشق

از تصنیف صاحب کمال شاعر نازک خیال منشی [illegible] رشید افضل سررشتہ دار دفتر توشکخانہ [illegible] راے موہن لعل
جاگیردار و مشرف توشکخانہ خاص خلد [illegible] ولی نعمت اعلی حضرت بندگان عالی مد ظلہ العالی باہتمام [illegible] وزیر علی مہتمم [illegible]

در مطبع نامی [illegible] بزیور طبع آراستہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہاے کیسے کیسے نخل تازہ افسردہ ہوے
باغ عالم کی ہوا اک رنگ پرا فصل نہین

تیری ہاتہون سی اجل زندی بہت مردہ ہوے
سیکڑون گل کہل کے اس گلشن مین پژمردہ ہوے

بوستان ہستی بھی عجیب خطہ دلخواہ ہے مگر دو چار دن کے لئے سیرگاہ ہے۔ ہواے زمانہ سے دورنگی آشکار ہے کبھی خزان ہے کبھی بہار ہے۔ اس نیرنگی مین نئے نئے گل کہلتے ہین اور خاک مین ملتے ہین جو نخل نہال ہوتا ہے پامال ہوتا ہے۔ صرصر اجل نے ہزارون گل رعنا ہوا کردئے آنکہہ اوٹہا کر جس روش کو دیکہو تو معلوم ہوگا کہ کیا تھے کیا کرد [illegible] کے ہوا خواہون کو

آہ سر دہرنا ہے یہان کی نشو و نما جینا مرنا ہے۔

مولف

حیف صد حیف تیری دور مین آبادِ اجل	نخل کوئی نہ یہان پہولنے پہلنے پایا

قضا کے جہوکون نے شمشاد و شمشون کو تاراج بالکل کر دیا۔ ہزارون کے گھر کا چراغ گُل کر دیا۔ تماشہ ہے کہ کل جہان بلبلون کے آشیانے تھے۔ آج وہان خس و خاشاک ہے۔ اور جہان گلبوٹے نظر آتے تھے تودۂ خاک ہے۔ افسوس صد افسوس اس چمن بے ثبات کی بہار پر ہزار دن داغ کہاتے ہین گل مقصود کے عوض خار حسرت لیجاتے ہین۔ انسان کو واجب ہے کہ اس گلزار ناپائدار مین آیا ہے تو دیکہہ بہال کر سیر کرے پہونک پہونک کر قدم دہرے دامن آرزو کو خار عصیان سے بچائے کانٹون مین نہ اولجہائے ۵

رباعی مولف

اس بحر مین تن خراب ہوجائیگا	آخر یہہ حباب آب آب ہوجائیگا
دنیا کے تماشہ پہ نہ بہولو افضل	اکدن یہہ خیال خواب ہوجائیگا

جہان تک ممکن ہو اس زمین مین تخم نیکی کی کشت کرے

ہر دم کوشش بہشت کرے اور یہہ بات قابل صفات ہے کہ
ہر فرد بشر اپنی زندگی مین ایسا کام کرے کہ حشر تک اوسکا نام رہے

شعر

بے ثباتی مین بھی گمنام نگاہو ہی افضل ثبوت
مرنیوالوں سے یہان باقی فسانے رہگئے

رباعی

تھوڑی ہی جہانمین میہمانی اپنی
دو دن کی فقط ہے زندگانی اپنی
آئے ہو تو خالی ہی نہ جانا افضل
کچھ چھوڑ چلو یہان نشانی اپنی

یہہ خیال مد نظر ہوا کہ اپنے طبع ناچیز کے جوہر اسباب کو دکہاؤن اور اوس کا صلہ ستایش شایقین انصاف مین سے پاؤن پس گلزار معانی مین ہم فکر کو دوڑانے لگا اور نئے نئے گل کھلانے لگا وقت فکر شاخ قلم تیز کر لیتا تہا جو پہول کہ ہاتہہ آتے تھے دامن قرطاس مین بہر لیتا تہا جبکہ یہہ گلدستہ سرسبز ہوا بنظر اصلاح ایک مہربان باصفا کی خدمت مین پیش کیا اونہون نے

کچھہ مدت تک اپنے پاس رکھا الغرض بعد مدت مدید بوجہہ تقاضای خاکسار مہربان ممدوح نے بہزار لا ونعم اس گلدستہ کو بکمی چند بندات واپس فرمایا پس مجھے یہہ دقت ہوئی کہ پہر فکر کو جولانی دینی پڑی القصہ بعد تکمیل بلحاظ اصلاح ملاحظہ مین جناب میر خیر العلی صاحب نصاحب سخی خلف نواب روشن الدولہ مرحوم شاگرد مرزا سیتا بیگ منتہی تلمیذ خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی کہ جنکا ثانی فی زمانہ اپنے کلام کے لئے لاثانی ہے پیش کیا۔ جناب معزکو ہر اہل زبان مانتا ہے اوستاد جانتا ہے بلند پایہ آپکا کلام ہے شعرگوئی کی دہوم دہام ہے روانی طبیعت ایسی کہ طبیعت والون کا قافیہ تنگ ہے جوہم ردیف آپ کا ہے سراسر بے رنگ ہے خوش بیانی کا ڈہنگ نرالا ہے عالم بالا تک بول بالا ہے ۵

عروج یہ نہ ہو کیون شاعر ہین نام سخی	فرشتے عرش پہ پڑہتے ہین اب کلام سخی

طبع رسا صیاد ہے طایر معنی شکار ہے رنگین بیانی پہ بلبل ہزار داستان نثار ہے زبان ایسی کہ آب کوثر سے دہوئی ہوئی تلخکامی کہوئی ہوئی کلام صاف صاف گنجلک کا نام نہین استادی مین کلام نہین ۵

نکیون ہو زمانہ مین شہرت سخی کی | ہے بحر معانی طبیعت سخی کی
مضامین اعلی کو گر کوئی دیکھے | بتاتا ہے ہر شعر شوکت سخی کی
یہانتک تو کیا ذکر ہے لکھنو مین | ہر اک مانتا ہے فصاحت سخی کی
زبان صاف ہے جو نکلا ہے سخن مین | عجب طرز ہے فی الحقیقت سخی کی

ملے گا نہ اوستاد پہر ایسا افضل
کرو عمر بہر اب اطاعت سخی کی

جبکہ ایسے اوستاد نازک خیال و شیرین مقال کی نظر سے یہہ گلدستہ پراگندہ گذرا ہمارا اصلاح سے پہولا پہلا نظر آیا۔ پہر طبیعت کو رجحان ہوا کہ اسکو پوشیدہ نہ رکہنا چاہیئے بقول سعدی۔

نیا ساید مشام از طبلۂ عود | بر آتش نہ کہ چون عنبر ببوید

پس عہد مین بادشاہ گردون کلاہ و بدبہ نوشیروانی سکندر ثانی فتح جنگ سپہ سالار شاہ ذوی الاقتدار رعیت پناہ نظام الملک آصف جاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر ادام اللہ ملکہ وسلطنتہ کہ جنکا سایہ فی زماننا رعایا کے لئے سایہ عاطفت ہے آپکی ذات سے زینت تخت وسلطنت ہے یہ بہار خطۂ دکن ہے شاداب ہر ایک چمن ہے۔

رباعی مولف

جوبن سے گلون کے ہی چمن کی زینت | جلوے سے دولہا کے ہے دولھن کی زینت
جسطرح بصارت سے ہی آنکھونکا نور | ہے ویسی ہی آصف سے دکن کی زینت

الحمدللہ مجھے میرے قسمت پر ناز ہے خدائے کریم کارساز ہے کہ ایسا دور خوش آئین میرے طالع نافرجام سے ہموار کیا دل کا مدعا آشکار کیا یعنے ایسے زمانہ خوش اطوار و یگانہ روزگار مین واسوخت خاکسار زیور طبع سے آراستہ ہوکر ہدیہ ناظرین ہوا چاہتا ہے محنت کا صلہ ملا چاہتا ہے غنچہ دل پہولون نہین سماتا ہے تازہ گل کہلاتا ہے طبیعت مین امنگ ہے کہ خاتمہ تقریظ کی تدبیر کرون طبع واسوخت کی تاریخ تحریر کرون۔

تاریخ طبع واسوخت

بفضل خدا اب یہ غنچہ کہلا ہے | کہ جسپر بہار گلستان فدا ہے
صدا ایسی دے بلبل خوش نوا نے | کہ ثمرہ یہی گلشن طبع کا ہے

۱۳۱۲ھ

دیگر

گلشن دہر مین بفضل خدا سی شاد ہون	ہدیہ ناظرین ہوا غنچہ نامہ سخن میرا
بلبل دل نے دی صدا افضل خاکسار کو	آج نسیم فکر نے تازہ کیا چمن میرا ۱۳۱۲

اب ناظرین باتمکین کی خدمت مین عرض رسا ہون کہ الانسان مرکب من الخطای والنسیان اس گلدستہ ناچیز مین جہان کہین سہو کتابت یا سقم وغیرہ ملاحظہ فرمادین بنظر عیب پوشی درگذر کرین اور دراسوختہ ہذا اس ہستی ناپایدار مین بعد مصنف یادگار مصنف جانین ـــــه

الٰہی دور یہہ جبتک کہ پایدار رہے	میرے سخن کی بھی اس باغ مین بہار رہے
ہے التجا یہی خالق سے راتدن افضل	پس فنا یہ زمانہ مین یادگار رہے

آغاز واسوخت

۱
یا الٰہی تیرے الطاف کا خواہاں میں ہوں
ہے غنی ذات تری طالب احسان میں ہوں
خوشہ چین روش باغ سخنداں میں ہوں
گل رنگین ہوں عطا بلبل نالاں میں ہوں
جلد موزوں یہ کہیں رنگ بیانی ہو جائے
خامہ فکر میں اب میری روانی ہو جائے

۲
یہ وہ ہے دور کہ واجب ہے کہوں فصل بہار
آسمان سایہ رحمت ہے زمین ہے گلزار
مشابہ رخ و گیسو سے ہیں بس لیل و نہار
ساعت و وقت ہیں سب مژدہ فرحت آثار
یوں زمانہ نئے جوبن سے ابھر کر آیا
سامنے جیسے حسین کوئی سنور کر آیا

٣
کیون نہو ہے میرے آقا کا یہہ سب لطف و کرم
جسکے الطاف سے مملو ہے سراسر عالم
جو مین کہتا ہون وہ سچ کہتا ہون خالق کی قسم
ہین یہی ظل خداوند کریم اکرم

چاہتا ہون مین الٰہی سے یہی داد مدام
میر محبوب علیخان رہین آباد مدام

٤
ناز کیونکر نہ کرے سلطنت آصف جاہ
حکمران ایسا ملے جب اوسے حسب دلخواہ
اس ریاست کا وہ رتبہ ہے کہ ہر شام و پگاہ
کرکے حیرت یہی کہتے ہین فرشتے واللہ

کسقدر اوج پہ ہے دیکھئے اب تخت دکن
پایۂ عرش معلی تو نہین تخت دکن

٥
شہ عادل کا بیان وصف ہو کیا منہہ ہے مرا
جیسا جو کرتا ہے اوس طرح کا ملتا ہے صلا
نظر لطف و غضب سب کہتے ہین توام بخدا
رحم اک ہاتہہ مین اک ہاتہہ مین تعزیر سزا

عدل و انصاف کو اعجاز کرامات کہئے
ذات اقدس کو ترازوے عدالت کہئے

٦
شاہ کے فیض سے عالم کو مسرت ہے کمال
جو کہ مفلوک تہے فی الحال ہین وہ بہی خوشحال
اب فقیرون کی زبان پر نہ رہا حرف سوال
بینوا آپ کے صدقے سے ہوے مالا مال

بے ٹہکانون کو زمانے مین ٹہکانے بخشے
دست فیاض سے قارون کے خزانے بخشے

خلق مین حلم مین ہین آپ ہی خود اپنی نظیر
دیو کے ہوش اوڑین رعب سے ہے یہ تاثیر
دیکھین آنکھون سے گر شاہ کی جاہ و توقیر
پھر منہہ پھیر لے شرمندہ رہے بدتدبیر

کس طرح شان خداوندی کے حالات کہین
چھوٹے منہہ سے بھلا کسطور بڑی بات کہین ۸

فیض آقا نے دکھایا جو زمانہ ایسا
فارغ البالی نے ہر حال مین پھر ساتھ دیا
رنج نے عیش کے انداز سے پہلو بدلا
لو ہوئین عشق کے پھر دل مین امنگین پیدا

بھگئے صبر و تحمل مرے پانی کی طرح
ولولے جوش پہ ہین اوٹھتی جوانی کی طرح ۹

ساقیا جلد پلا بادۂ گلگون مجکو
بندشین چست ہون ہو نشۂ موزون مجکو
مدحت عشق کے ہان چاہئین مضمون مجکو
ہو کسی ڈھب سے سرور دل محزون مجکو

ہوش اوڑین سنکے جو سحبان بلاغت میری
مان لے بلبل شیراز فصاحت میری ۱۰

گل مضمون رہین سرسبز دکھا ایسی بہار
شگفتہ باد دل و جان جسپہ کہ بلبل ہون ہزار
شوخیان ہون وہ طبیعت مین کہ ہر اک ہو نثار
فکر سے نشۂ موزون کے رہون مین سرشار

بیخودی مین بھی سخن منہہ سے وہ موزون نکلین
جیسے دریاے عدن سے در مکنون نکلین

زمرۂ اہل سخن میں ہوں میں افضل یکتا | شعر گوئی میں ہے برتر مرا سب سے رتبا
گو کہ لازم نہیں کرنی سب مجھے خود اپنی ثنا | چپ رہے تیز طبیعت نہیں ممکن اصلا

ہے اگر ذہن میں جودت تو خداداد ہی یہ
طبع موزون جو ہوئی شفقت اوستاد ہی یہ ١٢

طبع ہی میری وہ باغ معانی کی بہار | بلبلیں بھی گل الفاظ پہ صدقے ہیں ہزار
مئی مضمون سے ہی نرگس کے بھی آنکھوں میں خمار | حسن بندش سے ہیں گلکاری کے ظاہر آثار

شک ہی کیا زیب وہ بزم سخندان ہوں میں
گلشن دہر میں طوطئ خوش الحان ہوں میں ١٣

وہ سخن میرا ہی خود جس پہ فصاحت ہی نثار | بلبل دلکو زبان دانی کے دعوی ہیں ہزار
سنہہ ہی کیا طوطئ بستان کا جو کہوے اشعار | کچھ عجب رنگ کے ہیں فضل خدا سے اشعار

مجھ سے گویائی کی تاب اوسکو نہ ہرچند رہی
سامنا گر کرے بلبل تو زبان بند رہے ١٤

دھوم ہی باغ معانی میں جو تقریروں کی | ناز ہی نظم کو ایسی ہے طبیعت میری
سنکے اشعار مرے کہتی ہی بلبل بھی بہا | واہ کیا خوب زبان پائی ہی میٹھی میٹھی

چوب نخلے میں بھی نزاکت ہی نئی بات ہے یہ
کیوں نہ ہو شوق حسینان کی کرامات ہی یہ

۱۵

عشق سے زیست کا ہر لطف ہے عاشق زار	عشق جسکے نہین دلمین وہ بشر ہے بیکار
عشق سے بادۂ عشرت کا میسر ہے خمار	عشق سے باغ جوانی یہ ہے ہر وقت بہار

گلشن دہر مین گر یہ نہ ہو پیدا ہوتا
حسن پر گل کے نہ بلبل کبھی شیدا ہوتا

۱۶

وہ بشر ہیچ ہے جسکو نہین چاہت اسکی	خود وہ جاہل ہے جو سمجھے نہ فضیلت اسکی
وہ زبان لال ہے جس سے نہو مدحت اسکی	آنکھ وہ کیا کہ نہین جسمین بصارت اسکی

دل وہ پتھر ہے کہ جس دل مین اثر اسکا نہو
گھر وہ ویرانہ ہے جس گھر مین گذر اسکا نہو

۱۷

کیون طبیعت نہو پھر عشق کے جانب مائل	گلعذاروں کی ہے آراستہ اس سے محفل
اسکی نکہت سے ہے انسان کو فرحت حاصل	اسکے باعث سے شگفتہ ہے ہر اک غنچۂ دل

جو کہ عاشق ہین انہین رحمت باری یہ ہے
گلشن دل کے لئے باد بہاری یہ ہے

۱۸

عشق کو خالق عالم جو نکرتا اظہار	نمکین حسن کی ہو جاتی ملاحت بیکار
گرم اسکا جو زمانہ مین نہ ہوتا بازار	کوئی عاشق کسی معشوق پہ ہوتا نہ نثار

حسن یوسف کا طلبگار نہ ہوتا کوئی
سر بازار خریدار نہ ہوتا کوئی

بادۂ حسن کا اس سے ہی حسینوں کو سرور
یہہ وہ جلوہ ہے کہ جس سے ہے محبت کا ظہور
اسکے انداز ہین ایسے کہ فدا ہے ہر حور
یہہ وہ ہے مہر ہر اک جا ہی اسی سے پر نور
یہہ وہ ہی ماہ تجلی ہے نمایان دل مین
یہہ وہ ہے شمع ضیا جسکی ہی پنہان دل مین ۳۰

صورت عشق سے ظاہر ہے خدا کا جلوہ
یہہ وہ ہے برق چمک جسکی تہی عرش علا
تاب کسکو ہے جو کہ نظارہ اس کا
اسکے انداز جو پوچھو تو ہین وہ ہوش ربا
یعنے موسی کو عجب ناز دکھایا اس نے
طور پر نور کا اعجاز دکھایا اس نے ۳۱

کیا میرا منہہ ہے جو ہو عشق کا انداز بیان
تہا یہی دلمین زلیخا کے لیکن ارمان
لایا یوسف کو یہی کھینچ کے سوے زندان
جلوۂ حسن تہا یوسف کا اسی سے رخشان
نام مشہور ہوا اس سے طلب گاری کا
یہی گاہک ہوا یوسف کی خریداری کا ۳۲

یہہ وہ سرمہ ہے لگا نمین ہی گو اسکے ضرر
روشنی اسکی رولائیگی اگر شام وسحر
وہ ضیا اسمین ہے شیدا ہی زمانہ اسیر
ڈہیلے آنکہون کے بہی بہہ جائینگے آنسو بنکر
اس نے اندہیر کیا وہ ستم آرائی سے
آنکہین بے نور تہین یعقوب کی بینائی سے

۲۳
داغ اسکو ہے جوانی کے فزا سے حاصل | خوبرویون کے نظارہ سے جلے اسکا دل
اسکی خوش وضع پہ ہوے نہ طبیعت مائل | جان ہی لیتا ہے عشاق کی بنکر قاتل
نوجوانونکا یہی دشمن جان ہوتا ہے
پیر کردیتا ہے اوسکو جو جوان ہوتا ہے

۲۴
گلشن دہر مین وہ سبز قدم ہے یہ نہال | یہہ وہ صرصر ہے کہ ہے فصل جوانی کو زوال
اسکی گر پوچھو تو ہے نشو و نما حزن و ملال | باغ عالم مین نمایان ہے عجب اسکا حال
اسکا گلزار کبھی رنگ بدلتا ہی نہین
شجر عشق کبھی پہولتا پہلتا ہی نہین

۲۵
اسکی شوخی کا ہے سب رنگ حنائی پایا | سرخروئی کا اسیوجہہ سے ہے حسن ملا
ناز و انداز مین ہے ڈہنگ نرالا اسکا | گلرخون پہ یہہ رہا کرتا ہے دل سے شیدا
رنگ سو طرح کے ہر رنگ مین یہہ لاتا ہے
ہاتھہ مہندی کی بہانہ یہی ملواتا ہے

۲۶
حضرت عشق کی الفت نکرے کوئی بشر | دلمین جس شخص کے درد اسکا ہو ٹکڑے ہو جگر
بیقراری ہو کچہہ ایسی کہ ہو حالت ابتر | ملک الموت کا نظارہ رہے شام و سحر
زیست سے عاشق ناشاد کو بس یاس رہے
زندگانی دو روزہ مین اجل پاس رہے

۲۷
یہہ وہ ہی درد کہ بیچین ہی جس سی ہر دل
یہہ وہ ہے ناز کہ جان لیتا ہی بنکر قاتل
یہہ وہ ہی تیغ قضا جس سی کہ دل ہی بسمل
یہہ وہ ہی کشت کہ جس سی ہے اذیت حاصل

اس سے انداز یہ عاشق نہ کبھی واہ کرے
حسن یوسف نظر آئے تو نہ پہر چاہ کرے

۲۸
یہہ مرض وہ ہی کہ جسکی نہین دنیا مین دوا
اسکے بیمار کو ہوگی نہ کسی طرح شفا
کبھی صحت سی نہ آئیگی طبیعت اصلا
دل سے دن ہوتا ہی جائیگا یہہ آزار سوا

اسکے رنجور کی تدبیر بہلا کیا ہووے
یہہ وہ بیماری ہے کہ دق دلمین مسیحا ہووے

۲۹
یہہ وہ ہے روز کہ عاشق کو شب ہجر کہاے
وہ سویدا ہی یہہ ظلمت ابھی دل پر چہا جاے
یہہ وہ ہے برق اگر اوسکی گرے کشت جلاے
شمع یہہ وہ ہی کہ پروانہ کی صورت تڑپاے

خاک ہو جاتا ہے جل جسکے سی ہر اک دل اس سے
کچھ نہی اس باغ جہان مین نہین حاصل اس سے

۳۰
یہہ وہ نحوس ہر جو ہوتا ہی گذر اسکا جہان
آگ پانی مین لگاتا ہی یہہ اوٹہتا ہی دہوان
شعبدہ تو اسکے عجائب ہین کرون کیا مین بیان
سیکڑون دن گہر کئے آباد اسی نے ویران

بستیان ہو گئین تاراج سبب سے اسکے
… سی ہر اک دشت مین آن بسے

۳۱

اسکو ساری ہین جفا کاری کی باتین حاصل
ہی یہہ مشہور زمانے مین ہر اک کا قاتل
اسمین ہین ڈھنگ ستم کے نہ ڈرے کیونکر دل
بے چھری کئے اس نے ہے ہزارون بسمل

خون فرہاد کا شیرین کے سبب اس سے ہوا
جو ستم اس نے کیا یہہ تو کہو کس سے ہوا ۳۲

یہہ وہ ہے خانہ بر انداز کہ خالق کی پناہ
اسکے جلوے پہ کرے کوئی نہ ہو نے سے نگاہ
اسکے ہاتون سے زمانے مین ہزارون ہین تباہ
کنوین جھنکواتی ہے یوسف کی طرح اسکی چاہ

شیفتہ کرتا ہے ہر دل کو زلیخا کی طرح
ناز و انداز دکہاتا ہے یہہ لیلا کی طرح ۳۳

تا کجا اسکی شکایت کا بیان ہو احوال
تا کجا باتین سناؤن مین کہ مشکل ہے مقال
طول واسوخت کو ہووے نہ کہین ہر یہہ خیال
اب حسینون کا سنین مجہکو کوئی جاہ وجلال

انکے انداز و ادا دل کے لئے آفت ہین
یہی عشاق کے قاتل سبب ذلت ہین ۳۴

کیا کرے ظلم سے انکے کوئی عاشق فریاد
تازہ ہر روز ستم کرتے ہین دل سے ایجاد
دادخواہی کو کہان جائے غریب و ناشاد
جان لیتے ہین یہہ عشاق کی سنکر جلاد

قتل پر عاشق ناشاد کے مائل [illegible] یہ ہین
جان کسطرح بچے ایسے [illegible] ہین

۳۵
ہے نصیحت میری الفت نکرے انکی بشر — خوش جمالون سے نہ ڈالے کبھی بہولے سے نظر
دشمن جان ہین یہہ باطن مین بظاہر دلبر — بے مہری کرتے ہین عشاق کا یہہ ٹکڑے جگر
حسن پہ انکے نہ انسان کبھی شیدا ہووے
یہہ پریزاد ہین دل دیکے نہ رسوا ہووے

۳۶
کوئی ہرگز نکرے بہولے سے چاہت انکی — کنوین جہنکواتی ہے آخر کو محبت انکی
چال مشہور ہے عالم مین قیامت انکی — سچ تو یہہ ہے کہ ادا ہوتی ہے آفت انکی
شیفتہ ہو نہ کوئی انکی خوش اطواری پر
کبھی مائل نہو بہولے سے طرحداری پر

۳۷
یا الٰہی نہ کسی دل کو حسینون کی ہو چاہ — چاہ رہی روز مین کر دیتے ہین یہہ حال تباہ
ان سے پالا نہ کسیکو پڑے خالق کی پناہ — خوشنما شکل ہے کس مرتبہ سبحان اللہ
لوٹ ہی جاتا ہے دل دیکھ کے صورت انکی
اپنا کر لیتی ہے آخر کو محبت ان کی

۳۸
حال اب یان سے رقم کرتا ہون سنئے میرا — ابتدا مین نہ کبھی عشق سے مین واقف تھا
آنے دیتا تھا نہ محفل مین کبھی اسکی ہوا — عیش و آرام سے تھا کام مجھے صبح و مسا
دل کسی مہرلقا پہ نہ فدا رہتا تھا
نور اسکا میری طینت سے جدا رہتا تھا

لوگ جب تذکرۂ عشق کیا کرتے تھے
دلمین گھبراتے تھے منہہ اونکا تکا کرتے تھے
جبکہ وہ حسن کی تعریف و ثنا کرتے تھے
ایسے مذکور پہ ہم خوب ہنسا کرتے تھے

الفت و مہر و محبت سے جو آگاہ نہ تھے
لب پہ فریاد نہ تھی نالۂ جانکاہ نہ تھے ۴۰

آخرکار مرے دلمین یہہ آیا اکبار
عشق کو کیجیے دریافت یہہ کیا ہی اسرار
نہین کرتا تھا کوئی اسکی حقیقت اظہار
ٹال ہی دیتا تھا باتو نہین ہر اک مونس و یار

کوئی کہتا تھا کرو تم بھی محبت اس کی
جب کھلے گی تمہین اوسوقت حقیقت اسکی ۴۱

متلاشی جو ہوا عشق کا مین حد سے سوا
ہوگیا تھوڑے دنون مین مجھے آخر سودا
بدحواس ایسا ہوا پھر نہ رہے ہوش بجا
قیس کی طرح زمانے مین ہوا مین رسوا

اونگلیاں اوٹھتی تھین جس راہ نکلتا تھا مین
جوشش وحشت مین عجب ڈھنگ سے چلتا تھا مین ۴۲

طالب موت ہوا ایسے رہی رنج و الم
راتدن ہوتے رہے دلپہ میری جور و ستم
زرد چہرہ تھا تو لب خشک تھے نالہ بہم
نہین ہے قابل اظہار عجب تھا عالم

مردنی چھا گئی بدتر ہوئی صورت میری
چار ہی دنمین دگرگون ہوئی حالت میری

اسقدر ضعف بڑھا گھٹ گئی طاقت اکبار
شکل بیمار ہوا بیٹھنا اوٹھنا دشوار
نبض ساقط تھی تشنج کے عیان تھے آثار
موت کا آنا تھا ماتھے پہ پسینا ہربار
جب کبھی آگیا غش پہر دن ہی بیہوش رہا
قابض روح کے پہلو سے ہم آغوش رہا ٤٤

کھولدین آنکھین وہین ہوش جو آیا اکبار
کیا کہون حال کہ شدت سے چڑھا پھر تو بخار
تپش دل نے ترقی کی رہا پھر نہ قرار
یہہ حرارت بڑھی سرسام ہوا آخرکار
ہوگئی بیخبری جان پہ آفت آئی
رات کیا آئی میرے حق مین قیامت آئی ٤٥

صبح جسوقت ہوئی پڑ گئی ایسی اوجھن
بند منہہ ہوگیا باقی نرہی تاب سخن
رہے قابو مین کسی طرح نہ پھر عضو بدن
وہ ہوا حال کہ صورت ہو جو وقت مردن
ہوگئے موت کے آثار عیان چہرے پر
دونون آنکھین رہین باقی نگران چہرے پر ٤٦

دیکھہ کے حال میرا دوستون کا دل دہڑکا
کہتے آپس مین تھے بہتر نہین اسکا نقشا
دیکھئے ہوتا ہے بیمار یہہ کیونکر اچھا
دن بہ دن اسکا نظر آتا ہے کچھہ حال برا
نہ تو جیتا ہے نہ مرتا ہے ردی حالت ہے
زندہ درگور ہے افسوس عجب صورت ہے

٤٧

دل کی وحشت نے کیا وہ میرا ابتر احوال
میری حالت کا عجب ڈھنگ تھا دن کس سی مثال
قطع امید تھی سب کہتے تھے جینا ہے محال
ضعف ایسا تھا کہ تھا جسم یہ ہر بال بہ بال

دم لبوں پر تھا مصیبت مین بسر کرتا تھا
کچھ عجب حال تھا جیتا تھا نہ مین مرتا تھا

٤٨

جب مرے دل مین ہوا جوش جنونکا پیدا
پاس احباب تھا مجھہ کو نہ کسی کی پروا
پھر مجھے بھائی نہ مجنون کی صحبت اصلا
سنکے دیوانہ چلا گھر سے سوئے صحرا

بھائی جنگل کی ہوا عالم تنہائی مین
عمر طے ہونے لگی بادیہ پیمائی مین

٤٩

ایسی آفت مین پڑا تھا نہ کبھی دل میرا
دل سے کچھ ہو سکے ہوئے مسیر اوسوقت ذرا
آنکھہ دکھلاتا تھا ہر اک کف پا کا چھالا
کر دیا سرخ لہو سے جو بیابان سارا

ہوش لالے کے زبس وانکی فزا کھوتی تھی
رنگ ایسا تھا خجل دل مین شفق ہوتی تھی

٥٠

گھر سے باہر کبھی نکلا تھا نہ اکدن تنہا
یاد احباب مین ہر دم یہہ سخن تھا میرا
دل میرا پہلو مین اسواسطے گھبراتا تھا
تونے اے وحشت دل مجھکو دکھایا کیا کیا

حیف صد حیف عجب ڈھنگ دکھایا تونے
عیش و عشرت کا سر اٹھا [redacted] نے

۵۱

قہقہے چہچہے یاد آتے ہین وہ ہائے غضب
خواب مین بھی نظر آتے نہین اب بزم طرب

جز غم و درد کہان لطف کے سامان ہین اب
نظر آتا نہین کچھہ اور بجز رنج و تعب

عیش و آرام کا سامان بگاڑا تو نے
خانۂ دل میرا افسوس اجاڑا تو نے

۵۲

کر دیا مجھکو نقاہت نے نہایت لاچار
چلنا پھرنا ہوا حق مین مرے از حد دشوار

جسم تھراتا تھا اک ایک قدم پر ہر بار
سانس چڑھنے لگی نوبت یہہ ہوئی آخر کار

دم بھی رکنے لگا اس مرتبہ مجبور رہا
اسقدر پاؤن تھکے چلنے سے معذور ہوا

۵۳

نوش ہر وقت کیا کرتا تھا مین غصہ و غم
دل کی وحشت نے کیا اور بھی طرفہ یہہ ستم

یاد احباب و اقارب مین ہوا یہہ عالم
بندھ گئین ہچکیان اسطرح سے رویا پیہم

اپنی غربت پہ بہت ششدر و حیران تھا مین
زلف محبوب کے مانند پریشان تھا مین

۵۴

دو پہر کا تھا وہ ہنگام وہ گرمی کا اثر
مردم چشم بھی کرتے تھے نہ وحشت سے نظر

ایسی حدت تھی کہ جل جل کے چٹکتے تھے حجر
شدت مہر سے پر کالہ تھا ہر ایک شجر

کالے انجم ہوے کچھہ ایسی حرارت پہونچی
خشک لب [illegible] دریا کی یہہ نوبت پہونچی

٥٥

وہ حرارت تھی چڑھا مہر کو شدت سے بخار
ہر طرف لون کی وہ جھونکے تھی روان آتشبار
اور تپش ایسی کہ تھی آگ کی گویا کہسار
طائر وہم کے پر جلتے تھے مانند چنار
ایسی مدت تھی کہ مرغابیان سر دھنتی تھین
مچھلیان تہ مین تھین پانی سے مگر بھنتی تھین ٥٦

اپنا سر دھنتا تھا سرطان فلک بھی ہر بار
نخل جلتا تھا ہر اک دشت مین مثل خس و خار
چشمہ مہر کا پانی ہوا خشک آخر کار
گرم ایسی تھی زمین بن گئے تھے کرہ نار
سنگریزون مین تپ و تاب تھی انگارون کی
سوکھ کر کانٹے زبانین ہوئین تھین خارون کی ٥٧

کیا کرون دوستو مین دشت کی سوزش کا بیان
دھوپ تک زرد حرارت سے تھی یہ نہا سانان
خوف ہے شمع کے مانند نہ جلجائے زبان
سینہ دشت سے ہر سمت کو اوٹھتا تھا دھوان
تشنہ کامی سے درندون کو نہ کل پڑتی تھی
شیر شرزہ کی زبان منہہ سے نکل پڑتی تھی ٥٨

مضطرب شیر تھے جھیلو نمین تو جنگل مین ہرن
پانی کی تہہ مین نہنگون نے کیا تھا مسکن
حدت مہر ہر اک جان کے بنے تھے دشمن
بات جلجاتی تھی آتی تھی جو بالائے دہن
زور طاقت نہ فقط دن کے ڈھلی جاتی تھی
[illegible] وہ حرارت تھی کہ خود دھوپ

٥٩

سوزش دشت کا کیا مجھ سے بیان ہو احوال — جلگئے اشجار ہوئے دشت کے مانند زغال
حدت مہر کی شدت سے ہوا دن بھی نڈھال — دن کا ڈہلنا تھا ہوا شمس فلک کو بھی زوال

زور جاتا رہا گرمی کی وہ حدت نہ رہی
یعنے خورشید فلک کی وہ حرارت نہ رہی

٦٠

وقت تھا چھٹی کا اور وہ جنگل کی بہار — ہوئے جاتے تھے ہر اک جا پہ خوشی سے اشجار
ڈالیان کہتی تھین یون ہاتھ اوٹھا کر ہر بار — دیکھو آسمین سگے ملتے ہین اب لیل و نہار

وہ دہنک نکلی ہے دیکھو وہ شفق پہولی ہے
وہ فزا دشت کی ہے شام اور وہ بہولی ہے

٦١

عجز کرتی ہے یہان مدح مین طبع پر نور — قلم فکر ہے توصیف مین جسکے مجبور
تھا ہر اک شے سے عیان قدرت صانع کا ظہور — گل خودرو کی وہ بو باس کہ دل ہو مسرور

کیا تنا جانورونکی ہو خوش آہنگ تھے وہ
دل لبہا لیتے تھے گلچین کا بھی یک رنگ تھے وہ

٦٢

لکھے کیونکر قلم فکر رسا شب کا حال — صبح قسمت کو کرے جسکے سیاہی پامال
خواب مین بھی اگر اوس شب کا بندھے دل مین خیال — روح کانپنے صفت بید یہ ہو خوف کمال

نیند اوڑجائے ہوا بن کے یہ دہشت ہو جائے
آ[illegible]ن سے بہین دل پہ مصیبت ہو جائے

٦٣ دل میرا جانتا ہے رنج جو مجھپر گذرا　　دمبدم ہوتا تھا دلمین غم جانکاہ سوا
پوچھنے والا سے حال کا کوئی بھی نتھا　　وہ سیاہی تھی کہ دم گھٹتا تھا رہ رہ کے میرا

سات غربت مین کسی نے بھی نہ ہیہات دیا
انتہا ہے کہ نہ سایہ نے میرا سات دیا ٦٤

شب تاریک کے صدمون سے مصیبت تھی مجھے　　ہر گھڑی اوسکی اک آفت تھی قیامت تھی مجھے
تھا درندونکا خطر وحشت کے دہشت تھی مجھے　　تیرگی عالم تنہائی مین آفت تھی سب مجھے

رات کیا آئی تھی اک سر پہ بلا آئی تھی
ظلمت غم کی گھٹا دل پہ مرے چھائی تھی ٦٥

کیا بیان اپنی مصیبت مین کرون تفتہ جگر　　دو پہر رات اسی حال مین کی مینے بسر
الغرض نیند کی پیدا ہوئی آنکھون مین اثر　　پڑ رہا زیر شجر ہاتھ سرہانے رکھہ کر

دم اولجھتا تھا پریشان تھی طبیعت میری
کچھ عجب طرح کی اوسوقت تھی حالت میری ٦٦

بخت خفتہ نے جو اک لحظہ دیا مجھکو سلا　　جھلملا خواب مین پریون کا نمودار ہوا
وہ طرحدار و حسین حسن تھا خود جنبہ فدا　　کمسن و حور لقا ور سر اک ہوش ربا

ناز و انداز و کرشمہ مین بھی مشاق تھین وہ
دلربائی کے طریقے مین غضب [illegible] تھین وہ

٦٧
دل لبہا لیتی تھین ایسی تھین صدائین پیاری
جان عشاق دین ایسی تہین ادائین پیاری
زلفین زنجیر نظر آتی تھین بلائین پیاری
ذکر کیا رحم کا انکی تھین جفائین پیاری

نقد دل لینے مین کس مرتبہ چالاک تھین وہ
حق تو یہہ ہے بڑی سفاک تھین بیباک تھین وہ

٦٨
لیکن ان سب مین غضب ہوش ربا تھی اکحور
اسقدر حسن و لطافت کا تھا چہرہ سے ظہور
نشئہ جوش جوانی سے سراسر مخمور
شرمگین ماہ مبین ہو وہ عارض پرنور

جس سے شرمائے قیامت وہ قد بالا تھا
نور کے سانچے مین خالق نے اوسے ڈہالا تھا

٦٩
دیکھی وہ نور کی صورت تو ہوا دل پرنور
دید سے لطف تھا حاصل تو طبیعت مسرور
خانۂ دل ہوا عشرت سے یکایک معمور
قلب نے دی یہہ گواہی کہ ہے بیشک یہہ حور

روح شادان ہوئی مین گل کی طرح پہول گیا
ایسا مسرور ہوا رنج و الم بہول گیا

٧٠
اوسکی توصیف ہو کیا دنگ ہین یان عقل و خیال
نخل قامت سے عیان قدرت صانع کا کمال
شعلۂ طور کی صورت تھی تجلی جمال
قد تھا ایسا چمن حسن کا جس طرح نہال

صبح صادق ہو خجل رخ مین صفائی ایسی
اشتباہ مہر کا ہو جلوہ نمائی ایسی

جسکے چہرہ کے ضیا سے مہ انور شرمائے
عکس اسکا جو پڑے ماہ فلک تک تہرائے
چاندنی پرتو رخسار سے میلی ہوجائے
آئینہ دیکہہ لے گر اسکو تو سکتہ ہوجائے

جلوہ اسطرحکا اوس کے رخ روشن مین ہے
۷۲ خیرگی چشم کرے ایسی جلا تن مین ہے

دلکو الجہن ہے کہ ہو زلف چلیپا کا بیان
موشگافی وہ کرون جس سے ہون شاعر حیران
قول ہے ذہن کا جو ٹیکی مضامین ہون عیان
مدحت گیسوئے شبگون کا نہ بگڑے سامان

کیون نہ پیچیدہ ہو الجہی ہوئی تقریر ہے یہہ
۷۳ صاف ظاہر ہے کہ واللیل کی تفسیر ہے یہہ

نور پیشانی کا ہے حسن قمر سے دونا
گر نظر کوئی کرے غور سے ہے آئینا
مہر بھی دیکہہ لے گر ہووے خجالت پیدا
یا نمایان ہے فقط قدرت حق کا جلوا

یہہ یقین ہے جو جبین اوس کے مقابل ہوجائے
۷۴ گہٹ کے سیارے کے صورت مہ کامل ہوجائے

بررش ابروئے دلدار کرون کیا مین بیان
یا کہون تیغ ہلالی یہہ نہین تاب و توان
بات کچہہ منہہ سے نکلتی ہی تو کٹتی ہے زبان
کس سے تشبیہہ دون ہی طبع سراسیمہ حیران

کب نہوین یار کی پیشانی نایاب مین ہین
مچھلیان جلوہ نما حسن کے تالاب مین ہین

دیکھون اوس چشم کو اتنی نہین بینائی ہی — ہے ضیا ایسی کہ عالم بھی تماشائی ہے
دلکو تشبیہہ سراسر جو نئی بہائی ہے — بات اک تازی مجھے فکر سے ہاتھہ آئی ہے

مردم چشم پہ اوس کے نہین مژگان دیکھو
چلمنین چھوڑ کے بیٹھی ہین پریان دیکھو ٧٦

شوخی اون آنکھون کی اک شمہ مین کرتاہون رقم — دل عشاق کرے چشم زدن مین برہم
کہدو یہہ فکر سے اب باندھے کمر مستحکم — قدرت حق ہے کہ ہے اعین دو رنگی توام

ہان سفیدی و سیاہی سے یہی مطلب ہین
ایک جا جلوہ نما دیکھہ لو روز و شب ہین ٧٧

وصف بینی مین جو لڑتا ہے میرا ذہن رسا — اور یہہ کہتی ہے طبیعت کہ ہو مضمون نیا
یک بیک فکر نے یہہ بات کی دل سے پیدا — قلزم نور مین ماہی ہے زہے شان خدا

ہے الف راز الٰہی کا تماشا دیکھو
شمع روشن ہوئی ہے طور پہ جلوا دیکھو ٧٨

اوس کے ہو عارض پر نور کی کیا مجھہ سے ثنا — تاب کیا اوس کے مقابل ہو بھلا آئینا
منہہ ہے کیا اوسکا اگر سامنے آجاے ذرا — اس طرح کی تو صفائی کرے پہلے پیدا

یہہ تو کیا چیز ہے مہر بھی حیران جس سے
نور ہے قدرت باری کا درخشان جس سے

لب کی توصیف میں جم ہونٹو نہیہ آتا ہے میرا ۔ رشک کرتا ہے مسیحا وہ ہے اعجاز نما
اپنی رعنائی کو وہ دیکھہ کے ہنس دے جو ذرا ۔ صاف ظاہر ہو کہ چٹکا کوئی غنچہ گویا

اور سرخی سے عیان حسن کی تنویر ہوئی
صفحۂ سادہ پہ شنجرف کی تحریر ہوئی ٨٠

کیا میرا منہہ ہے جو تحریر کرون وصف دہن ۔ دم بخود جسکی ثناگوئی مین ہین اہل سخن
صدقے سو جان سے اسیر ہے ہر اک لعل یمن ۔ مسی مالیدہ وہ لب جس سے خجل ہو سوسن

صانع خالق اکبر کا تماشا دیکھا
نیلم و لعل کو قدرت سے کہ اک جا دیکھا ٨١

اوسکے دانتونکی صفائی کا بیان ہو کیونکر ۔ رشک سے جو نہ بنی سیب مین جل کر گوہر
دیکھہ لے پیر فلک آب و ضیا انکی اگر ۔ نظر بد کے سبب صدقے اوتارے اختر

چھوٹ اس طرح کے الماس خجل ہوتا ہے
جلوہ حسن وہ ہے برق کی ضو کہوتا ہے ٨٢

زیر لب حسن زنخدان کا ہے اسطرح عیان ۔ کاٹے خود دانت ہے جسے دیکھہ کے ماہ کنعان
باؤلی ہو دے زلیخا بھی جو دیکھے وہ کنوان ۔ نور کی چاہ کا ہوتا ہے طبیعت کو گمان

اوسکی خوبی سے عیان شان جو اللہ کی ہے
یوسف دل کو میرے چاہ اوسی چاہ کی ہے

۸۳
ایسی گردن مین صفائی ہے کہ پہلی ہے نظر | جسکے نظارہ سے جلوے سے خجل ہووے قمر
اسکی توصیف مین عاجز ہمی میری عقل فکر | غور جسوقت کیا مینے تو آیا یہہ نظر

حسن و انداز کی بس شمع نزاکت یہہ ہے
جسنے ڈھالا ہے اسے سانچے مین قدرت یہ ہے

۸۴
شان اون شانون کی خورشید جو دیکھے کہا | ہمچی برق الہی کی پڑے نسبت یہ آ
آگے اون شانون کے شانے ہین پری کے بیکار | قدرت حق ہے کہ دو حور ہین کاندہون پہ سوار

حسن سے مونڈہون کے کچہ لطف نیا پیدا ہے
دونون شانون سے عجب شان خدا پیدا ہے

۸۵
اوس کے ہاتہون کی صفائی پہ جو پڑجاے نظر | دلمین الماس خجل ہووے نہایت کہکر
سرخی حسن پہ یاقوت پیئے خون جگر | رشک سے جان دے کھراج بھی ہیرا کھاکر

حسن کی کہنیون مین دو مہ جبین عیان نور کی ہین
شجر طور مین یا شاخین یہہ بلور کی ہین

۸۶
زینت حسن سے ہے باغ جوانی پہ بہار | عارض یار ہین رنگینی مین رشک گلزار
نخل قامت بھی عجب نزاکت سے لایا ہے بار | یہ پھل ملا باغ تمنا کا یہی آخر کار

قاش ذقن کو دو دبستان سے نئی زینت ہی
پہل صنوبر مین ہین اللہ کی یہہ قدرت ہے

٨٧
شکم صاف ہے یا ہے ورق حسن صفا
یا نمایاں ہوا ہے قدرت حق کا جلوا
تختی مطلع انوار سے بڑھکر ہے ضیا
صورت ناف نہیں زیب شکم ہے اصلا
صاف اس نقطہ سے ہوتا ہے یہہ مضمون پیدا
حلقۂ ناف نزاکت نے کیا نون پیدا

٨٨
کمر یار وہ باریک ہے کیوں کر ہو بیاں
منزل راہ عدم کا کوئی کرتا ہے گماں
یہہ نزاکت ہے کہ رہتی ہے نظر سے پنہاں
کوئی کہتا ہے کہ ہے راز خدا ازیشاں
جتنے شاعر ہیں اسے موئے میاں کہتے ہیں
ہم تو اس بال کو اپنی رگ جاں کہتے ہیں

٨٩
یار کے پائوں کی توصیف تو ہونی ہے محال
ہے وہ رفتار کہ آجائے زمیں کو بھی حال
جسکے انداز پہ دل پیستے ہیں مہندی کی مثال
مردے چونک اوٹھیں ابھی زندہ ہوں سائے پامال
چال ڈھال ایسی کرے صورت محشر پیدا
سیکڑوں فتنہ ہوں ایک ایک قدم پر پیدا

٩٠
دیکھتی بھالتی ہر سمت کو وہ رشک قمر
آ نکلے نزدیک میرے اوس نے جو کی مجھ پہ نظر
یوں چلی آئی کہ جس طرح چلے باد سحر
ناوک حسن و ادا سے ہوا مجروح جگر
تاب نظارہ نہ لائیں ہوئیں بیمار آنکھیں
ہوش جاتا رہا جب اوس سے ہوئیں چار آنکھیں

پاس آکر سے یہہ اوس نے کیا مجہہ سے سوال
خاطر آشفتہ ہے کیون تیری یہہ کیا ہی تیرا حال
چپکا کیون بیٹھا ہے کسواسطے چہرہ ہے نڈھال
صاف صورت سے نمایان ہین غم و درد و ملال

رنگ رخ زرد ہی لب خشک ہین کیا عالم ہے
ہمہ تن درد کی تو شکل ہے کس کا غم ہے

دنگ تھی عقل میری دیکھ کے وہ حسن جمال
ٹکٹکی بندہ گئی تکتا رہا اوس کے خط و خال
یک بیک دل مین فزون ہونے لگا شوق وصال
دل شوریدہ کو اوسوقت مین آیا یہہ خیال

بیشتر یار سے کچہہ پرسش حالات کرو
کیفیت پوچہہ لو دل کہول کے پہر بات کرو

راز دریافت کیا چاہتا تھا مین اوس کا
مسکراتی ہوئے کس ناز سے یہہ اوسنے کہا
باغ کی سیر کو چل اپنی طبیعت بہلا
بات یہہ سنکے مین اوس شوخ کے ہمراہ ہوا

رشک گلزار ارم باغ دکہایا اوسنے
غنچۂ دل میرا اس طرح کہلایا اوسنے

باغ ایسا تھا طرحدار و خوش آئین خوشتر
جس طرف دیکہئے پہولونکا بچہا تہا بستر
بہینی بہینی سی وہ بو دیتا تھا ہر اک گلتر
لخلخہ سونگہے سی جسکے ہو تر و تازہ جگر

جہوکے چلتے تہے ہر اک شاخ شجر ہلتی تھی
آتی جاتی تہی صبا دل کی کلی کہلتی تھی

باغ کا حسن وہ وہ باد بہاری کا جمال　　ہر کلی پھولی تھی ہر نخل خوشی سے تھا بحال
سر جھکائے ہوئی تھی شکل عروسی ہر ڈال　　تھا ہر اک شے سے عیاں قدرت صانع کا کمال

دل ہر اک گل نے لیا یار رخ جاناں کی طرح
پیچ سنبل نے کیے زلف پریشاں کی طرح

مژدہ جان بخشی کا سر چھوکہ میں لاتی تھی صبا　　اوس نے دھویا تھا کس حسن سے گل کا چہرا
فیض سے اُس کے ہر اک غنچہ بے منہہ تھا لہو　　فصل گل آتے ہی گلزار تر و تازہ تھا

جس طرف دیکھئے پھولوں کی تھی کثرت از حد
نظر آتی تھی دہاں لطف کی صورت از حد

اوس کے پڑنے سے تھا سبز نہایت گلشن　　شکر کرتی تھی ادا حق کا زباں سے سوسن
غنچہ بستہ کے ہر سمت کشادہ تھے دہن　　لطف یاں تک ہوا پیدا کہ عروسان چمن

رقص کرنے لگے مستانوں کے صورت باہم
اور بڑھتی گئی آپس میں محبت باہم

۹۸
کیتکی جوہی چنبلی تو کہیں تھا بیلا　　سوتیا اور مدن بان کسی جا یہ کھلا
موگرا اور گل سرخ کا تختہ کسی جا　　ایسی بو باس تھی مسرور کہ دل جس پہ فدا

سونگھے گر باد صبا مست ہو نکہت ایسی
جس سے قابو نہ رہے دل پہ ہو فرحت ایسی

لطف دکھلاتی تھی گلشن مین درختون کی قطار
نشہ جوش بہاری سے یہ گل تھے سرشار
دانت کھولے ہوے ہنستے تھے کسی سمت انار
خود حنا دل کے گلے کا وہ ہوئے جاتے تھے ہار

خوف گلچین تھا نہ صیاد کا کچھ کھٹکا تھا
گیسوے سنبل تر تا بہ کمر لٹکا تھا

وصف شادابی بستان مین کرون کیا اظہار
وہ ہر اک پھول پہ جوبن کہ تصدق تھی بہار
وہ گلستان کہ فدا خلد کا جسپر گلزار
ڈالیان ایسی تھین پتلی کہ نزاکت جنھین بار

عکس پتون کا ہر اک گل پہ جو پڑ جاتا تھا
کام یاقوت پہ مینے کا نظر آتا تھا

رہین ہوشیار یہ سوسن کے زبان پر تھی صدا
وا نکردے کسی غنچہ کو یہان آکے صبا
لوٹ لے آکے نہ گلزار کہین دزد حنا
کوئی گل کو نہ اڑالے کسی بلبل کی ہوا

دہشت باد خزان سے جو پریشانی تھی
ہر طرف باغ مین نرگس کی نگہبانی تھی

ہر چمن گل کی لطافت سے بنا تھا گلزار
ایسا تھا باغ کہ جو دیکھے نظر سے اکبار
حسن ایسا تھا گلون پر کہ ٹپکتی تھی بہار
صورت بلبل شیدا کرے دل اپنا نثار

کیا ثنا اوسکی ہو جس طرح کی گلکاری تھی
باغ مین نہر عجب حسن سے اک جاری تھی

بیچ مین بارہ دری ایک تھی یاقوت نگار ۔ رفعت و شان مین کم جس سے فلک کا تھا وقار

لیگیا کھینچ کے اوس باغ مین جبر آدہ یار ۔ بیٹھے مسند پہ وہان جا کے ہم آخرکار

سیر گلزار تھی پہلو مین مہ کامل تھا

کیا کہون لطف جو اوسوقت مجھے حاصل تھا

باغ مین بیٹھا ہوا دیکھتا تھا طرز بہار ۔ کہ ہوا سرد چلی وجد مین جہومے اشجار

اور نظر آ گئے بدلی کے فلک پر آثار ۔ ابر کا چہانا تھا پڑنے لگی تھم تھم کے پہوار

دم بدم مژدہ جان بخش صبا لاتی تھی

جس سے خنکی ہو جگر کو وہ ہوا آتی تھی

مور کا شور کہین اور کہین کویل کی صدا ۔ بانگ قمری کہین بلبل کا چہکنا کسی جا

کبھی بدلی چھٹی اور ابر کبھی گہر آیا ۔ ہوش اوڑا دیتی تھی برسات کی ٹھنڈی وہ ہوا

برق جب چمکی تو پہر اور بھی بادل گرجا

۱۰۶ ندیان بہہ گئین اوس زور کا پانی برسا

چرخ پہ ابر سیہ چار دن طرف تہا پہیلا ۔ دل لیے دیتی تھی بیچین پپیہے کی صدا

کیا کہون لطف برستی تھی جو رہ رہ کے گھٹا ۔ ہو گیا صحن گلستان کا بھی مثل دریا

رحمت حضرت باری کا عجب جوش ہوا

دست امواج سے وہ باغ ہم آغوش ہوا

رنگ یہ دیکھ کے کی مینے تب اوس سے گفتار
خواہش وصل مین تڑپا نہ مجھے اب زنہار

جان جاتی ہے میری ہو نہین تیرا عاشق زار
غیر حالت ہی میرے دل کی نہین صبر و قرار

تیرا عاشق ہون تیرے حسن پہ مرتا ہون مین
گل عارض کا تیرے بلبل شیدا ہون مین

سنکے یہ اوسنے کہا خیر تو ہے اے نادان
بولا مین اوس سے کہ اب حیلے عبث ہین اے جان

کس طرف دھیان ہی جو بڑہتی چلی ایسی زبان
آج خالق نے دکھایا ہی خوشی کا سامان

ہوتے محجوب ہو کیون دور ذرا شرم کرو
بستر وصل کو دل کھول کے اب گرم کرو

اسقدر تنگ کیا مین نے اوسے آخر کار
کبھی انکار زبان پہ تھا کبھی تھا اقرار

بن نہ آئی کوئی تدبیر ہوا بس لاچار
دابکر دانتون مین ہونٹون کو یہ کی تب گفتار

واہ کیا خوب نیا گل یہ کھلا چاہتا ہے
نام رسوا میرا عالم مین کیا چاہتا ہے ۱۱۰

اوسکے ان باتون سے جب غصہ کے پایا انداز
واہ کس لطف کی کی تمنے کہانی آغاز

جوڑکے ہاتھ کہا مینے کہ اے محرم راز
دل لبھانیکے لئے اچھے نکالے ہین یہ ناز

حسن و خوبی کے کرشمہ عجب آغاز کئے
غمزہ و عشوہ و انداز بصد ناز کئے

کہہ کے یہہ ہاتھ لبِ اوس شوخ کا پکڑا اکبار
نشہ اوسکو جو ہوا آگیا آنکھون مین خمار

ساغر مے اوسے پہر مین نے پلائے دو چار
مین بھی خود ہوگیا بیخود یہہ ہوا آخر کار

ہاتھہ محرم پہ بصد شوق جو ڈالا مین نے
ولولہ جوشش جوانی کا نکالا مین نے

ابھی دل کہول کے لوٹا تھا نہ وصلت کا مزا
جب کہلی آنکھہ تو وہ بزم نہ پائی اصلا

بخت خفتہ نے مجھے نیند سے بیدار کیا
اور تشویش مرے دل کو ہوئی حد سے سوا

پہر نہ دلدار نظر آیا نہ وہ باغ مجھے
دل پہ حاصل ہوا لالہ کیطرح داغ مجھے

اوسکی فرقت مین مجھے اور ہوئی رنج و الم
دل کے گھبرانیکا اوسوقت عجب تھا عالم

حضرت عشق کے پہر ہونے لگے ظلم و ستم
ہاتھہ مل مل کے یہی کہتا تھا پیہم اوسدم

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد ۱۱۲

خواب یہہ دیکھا تو وحشت نے کیا دل پہ اثر
جب کسی طرح نظر آئی نہ شکل دلبر

آنکھین مل مل کے ہر اک سمت کو دوڑائی نظر
یاس و اندوہ سے کہتا تھا یہی رو رو کر

رہتا غفلت ہی مین گر نیند سے بہتر ہوتا
خوب جی بہر کے تو نظارۂ دلبر ہوتا

ناگہان صبح کا تارا اٹھا گردون پہ عیان
دفعتہً گھٹ گیا دم بھر مین وہ شب کا سامان
تپ کا پیٹنا تھا کہ دی حضرت زاہد نے اذان
نور کے ڈھنگ ہوے چرخ پہ کچھ کچھ رخشان

صبح کی شکل جو گردون پہ عیان ہونے لگی
طرۂ شام مین شب جا کے نہان ہونے لگی

الغرض پھیل گیا چرخ پہ پھر نور سحر
جیسا دن چڑھتا تھا وحشت کے بھی بڑھتے تھے اثر
خفقان سے جو میرا حال ہوا نوع دگر
چلو آبادی مین دل کو یہہ ہوا مد نظر

تنگ آیا نہ سبب سے بے سر و سامانی سے
داخل شہر ہوا ایک پریشانی سے

مرض ہجر سے بدتر تھی وہ میری حالت
غیر ممکن تھا جو پہچان لے کوئی صورت
وحشت ایسی کہ میرے سایہ کو بھی مجھسے وحشت
زار ایسا تھا کہ تھی ضعف کو بھی خود حیرت

ناتوانی کے سبب چپ دم تقریر تھا مین
سر سے پا تک ہمہ تن درد کی تصویر تھا مین

۱۱۸

گرد تن پہ تھی جو بال بڑھے تھے سر کے
لوگ کہتے تھے کہ یہہ شخص جیا ہے مر کے
جو کہ تھے دردرسیدہ وہ ترحم کرکے
اسطرح پوچھتے تھے آنکھون مین آنسو بھر کے

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری

اون سے کچھ اپنا کہا چاہتا تھا حال خراب
دیکھ کر حال میرا ہو گئے وہ بھی بیتاب

اتنے مین ساتھ کے کھیلے ہوئے پہونچے احباب
ایک نے اونمین سے مجھسے کہا تسلیم جناب

یہہ کہو اتنے زمانہ سے کہان تھے افضل
ڈھونڈتے ہم تھے تم آنکھون سے نہان تھے افضل

قصہ کوتاہ وہ لیکر سبھے آئے گھر پر
دوست بہلاتے تھے آ آکے مجھے آٹھ پہر

اور رہنے لگا احباب کا جلسہ دن بھر
سب کو آسایش و راحت تھی میری مد نظر

سو طرح سے وہ طبیعت میری بہلاتے تھے
قصہ و نقل و حکایات مین سمجھاتے تھے

کوئی کرتا تھا ہی مجھ سے تشفی کے کلام
کوئی کہتا تھا کہ بہتر نہین اس کا انجام

تم نہ گھبراؤ بہت جلد یہہ ہو جائے گا کام
قیس و فرہاد کا یون ہی ہوا بس کام تمام

اسکو جانے دو کہو ان کو ہوا کیا حاصل
مرتے ہین شکل خیالی پہ جو یہہ لا حاصل ١٢

لاکھ سمجھایا کیا دھیان نہ تو نے اصلا
دیکھ لے کہتے نہ تھے ہم تجھسے کہ پچتائے گا

اسکا انجام تجھے حیف نہ کچھ بھی سوجھا
جو کہا ہمنے تھا آخر کو وہی پیش آیا

ہائے افسوس یہہ کیا ہو گئی حالت تیری
جا رہی دمنین عجب ہو گئی صورت تیری

سنکے ان باتون کو دل میرا غرض بہر آیا
جب کسی طرح طبیعت پہ نہ قابو پایا
دیدۂ تر سے بہت اشکون کا مینہہ برسایا
یاد دلدار نے اس طرح سے مجھے ترپایا

اشکباری کا میرے شور رہا عالم مین
میرے رونے نے کیا نوح کا طوفان دم مین

حال یہہ میرا جو احباب نے دیکھا اوسدم
اقربا رو دئے دل پر یہہ ہوا رنج و الم
ہوش جاتے رہے اونکے بھی ہوا یہہ عالم
آخر کار یہی مشورہ ٹھہرا باہم

ہمکو ہر طرح سے منظور ہے صحت ان کی
سیر گلزار مین بہلاو طبیعت ان کی

شاید اس بات سے جاتا رہے انکا خفقان
کہین ایسا نہ ہو گھبرا کے یہہ دین مفت مین جان
دل لگی کا کرو ہر طرح سے پیدا سامان
دوست غمگین نہ دشمن ہون جہا مین شادان

گر گئی جان تو پھر رنج و الم ہووے گا
نوجوانی کے تلف ہونے کا غم ہووے گا ۱۲۶

مشورہ کر کے یہہ احباب گئے اپنے گھر
جب کسی طرح نہ قابو رہا میرا دلبر
بیقراری نے کیا اور یہان دل پہ اثر
گھر سے نکلا صفت دزد مد آئین چھپکر

سامنے آنکھون کے پھر نور خدا کو دیکھا
جلوہ گر بام پہ اک ماہ لقا کو دیکھا

حوصلہ کب ہے جو اک شمہ ہو تعریف رقم
دلربا ایسا تو دیکھا نہین خالق کی قسم

حسن پر جسکے ہے خود حسن کو بھی ناز و نعم
دیکھتے حضرت یوسف تو یہہ کہتے پیہم

کیا کہون حسن جو اس غیرت شمشاد مین ہے
بات حورون مین ہے ایسی نہ پریزادین ہے

کس سے نسبت مین قد یار کو دون تھا یہہ خیال
کہ یکایک مجھے اوسوقت مین سوجھی یہہ مثال

کی بہت فکر یہ حاصل ہوا کچھہ بھی مآل
بس طبیعت ہوئی مسرور گیا حزن و ملال

نئی صورت سے عیان حسن کا انداز ہوا
اُسکی قامت سے قیامت کا دن آغاز ہوا

رخ روشن کی صفائی کا بیان ہو کیونکر
چاندنی پڑنے سے پیدا ہون کدورت کے اثر

اہل نظارہ جو دیکھین تو پھسل جاے نظر
سچ ہے اگر پوچھو تو ہے ختم نزاکت اسپر

خوبیان یار سے سایہ سے کے بگڑ جاتی ہین
آینہ دیکھنے سے جھائیان پڑ جاتی ہین ۱۳۰

اوسکی پیشانی سے ہے حسن تجلی پیدا
آنکھین کھلجاتین اگر دیکھے فلک اسکی ضیا

وصف کیا کیجئے عاجز ہو جہان ذہن رسا
تاب ایسی ہے کہ خورشید نے مُنہ پھیر لیا

نہین پیشانی ہے یہہ برق کی تنویر ہے ایک
صفحۂ سادہ ہے یا مہر کی تصویر ہے ایک

مجھے اوس کاکل خمدار کی کیا ہو مدحت
جسکے آگے شب یلدا کی ہے پھیکی رنگت
بل کے لے سنبل پیچان تو اوٹھا سے خفت
یہہ تو کیا عنبر سارا کو نہین کچھہ نسبت
طول مین صبح قیامت سے بڑھے ہین گیسو
کیسے انداز سے چہرہ پہ پڑے ہین گیسو

اوسکی کچھہ ابروئے خمدار کی مدحت ہی ضرور
کہئے محراب عبادت تو ہے یہہ ذہن سے دور
سر جھکا لیتی ہین تلوارین بھی بس جسکی حضور
کاٹ وہ کاٹ کہ جلاد فلک بھی مجبور
یہ غش حسن و صفا سے نہین خالی یہہ ہین
عاشقون کے لئے شمشیر ہلالی یہہ ہین

تیر مژگان وہ جو مسمار کرین تن کا حصار
کشور دل پہ جو چڑھائی یہہ کرین آخر کار
رہے گردش مین دل زار مثال پرکار
ہوش کے ہوش اوڑین جاتا رہے صبر و قرار
تن کی بستی تہ و بالا ہو وہ آفت آئے
جان گھبرا کے فراری ہو یہہ نوبت آئے ۱۲۴

عین نادانی ہے جو آنکھ اون آنکھون سے ملائے
تاب کیا بلبل شیدا کی جو سر اپنا اوٹھائے
باغبان سے کبھو گلشن مین شگوفہ نہ کھلائے
گھورے گر سبزہ تو پلکون سے کلیجہ چھد جائے
باغ مین حسن جو آنکھون کا نمایان ہو جائے
چشم نرگس کو ابھی رشک سے ارقان ہو جائے

آنکھین اوس شوخ کی ہین عشوہ گری مین بہتر ۔ تا قیامت نہ رستم خوبیان ہونگی یکسر
دیدۂ فکر سے جب دیکھا تو آیا یہہ نظر ۔ عین حیرت ہے کہ اک جا ہین یہان شام وسحر

لب سیاہی وسفیدی کی یہہ تحریرین ہین
صبح صادق کی شب قدر کی تصویرین ہین

زلف سنبل ہے تو رخسار ہین اوس کے گل تر ۔ آنکھین نرگس ہین تو خط سبزہ دہن ہی کوثر
گلشن حسن کہین اسکو تو شایان ہے مگر ۔ طرفہ ترنج مین بینی کا ہے کیا خوب گذر

شان کیا بینی کی عارض سے بڑی ہے دیکھو
صحن فردوس مین اک حور کھڑی ہے دیکھو

گل عارض پہ تصدق چمنستان کی بہار ۔ دیکھہ لین گر مہ و مہر اسکو فدا ہون ہربار
بلبل دل گل رخسار پہ صدقے ہین ہزار ۔ ایسی نازک کہ نظر کا ہو ٹھہرنا جنھین بار

حسن و خوبی مین لطافت مین بھی نایاب ہین یہہ
باغ خوبی مین عیان دو گل شاداب ہین یہہ

۱۳۸

دم ہے ہونٹون پہ ہین کس منہہ سے کرون انکا بیان ۔ گر کہون لعل بدخشان ہوا بھی لال زبان
جو سخن فہم ہین اور جو ہین فصیحان جہان ۔ قول انکا بھی یہہ ہے عقل ہے اسجا حیران

غور سے دیکھو اگر چشمۂ کوثر یہہ ہین
پھول جنت کے ہین صدقے وہ گل تر یہہ ہین

وصف مین اوس کے دہنکی نہین یارائے سخن
متردد ہے طبیعت تو ہے دل کو اُولجھن
بات کی تاب نہین ہے یہہ نیا طرفہ چلن
فکر کو فکر ہے حیران ہے یہان عقل کُھن

چمن آرائے جہان کا یہہ تماشا دیکھا
یعنے اس غنچۂ سربستہ کو گویا دیکھا

وصف مین ہی در دندان کے زبان اگر پایا
وہ صفا اور وہ چمک جس سے خجل ہو ہیرا
آب پر صدقے ہی جسکے دُرِ غلطان کی دنیا
سامنے اس کے بہلا اختر افلاک ہین کیا

لیجے معلوم ہوا کُنہ حقیقت یہہ ہین
چہرۂ حسن کی آرائش و زینت یہہ ہین

یوسف دل کو صفت اب ہی ذقن کی منظور
دم تحریر ثنا اس کی ہو کیونکر مسطور
گر نہین پڑتا کنوین مین کوئی یہہ ہے مشہور
چاہ زمزم جو کہون بات ہی یہہ عقل سے دور

صاف ظاہر یہہ ہوا چشمۂ کوثر یہہ ہے
مئے گلرنگ عرق گر ہے تو ساغر یہہ ہے

۱۴۲

گردن یار مین انداز نزاکت ہے جدا
آتی ہے وقت سخن قلقل مینا کی صدا
شیشۂ دل کا کٹے جسکی نزاکت پہ گلا
کسکی طاقت ہے جو دیکھے کوئی اسکا حلقا

کس زبان سے کہون جو حسن عیان اسکا ہے
گل خورشید کا بھی رنگ یہان پھیکا ہے

شان خالق کی ہے اوس رشک پری کے شانے
انکے خوبی کے ہین ہر ایک جگہہ افسانے
جن پہ انکا پڑے سایہ وہ بنین دیوانے
دونون بازو یہہ نہین نور کے ہین کاشانے

دیکھلین موسی عمران انہین امکان کیا ہے
طور جب سرمہ ہوا جلکے تو انسان کیا ہے

دونون ہاتون کی لکیرون سے یہی ہے پیدا
خاتمہ ان پہ ہے بس حسن و طرحداری کا
اس سے بڑھکر تو ثبوت اور نہ ہاتہ آئیگا
سب پہ ظاہر ہے کہ ہے کاتب قدرت کا لکھا

مطلب اون ہاتھون کی تحریر سے یہہ اظہر ہین
حسن و خوبی کے صداقت کے یہی محضر ہین

پیارے سینہ پہ ہین اوبھرے ہوے پستان یکتا
نور امنڈا ہوا آتا ہے نظر جوبن کا
طول تشریح ہے اسکی نہو مدحت اصلا
اس سے بڑھکر کوئی مضمون نہ نکلیگا نیا

سیکڑون ہوئینگے اب پوچھنے والے پیدا
کہ ہوئے حسن کے دریا مین شوالے پیدا ۱۲۶

بھولا پستان کو تو آیا سر پستان کا خیال
فکر خود فکر مین ہے اسکو مین دون کس کی مثال
سر پستان کی ہے تنویر سے پستان کا جمال
چہرۂ شمس و قمر مین ہین نمایان دو خال

سر پستان نہین دہبے یہہ سیاہی کے ہین
نقطہ حسن عیان نور الہی کے ہین

حسن بخشا ہر اوسے تو نے غضب حسن نواز ۔ ہے طرحداری و انداز مین وہ نادر و شاز
آب و تاب ایسی ہر گویا ہے شکم چشمۂ ناز ۔ طرفہ ہے طرز ادا اوس کے عجب ہین انداز

ناف کب اوس شکم نور صفا مین سے ہے
صاف ظاہر ہے بہنور حسن کے دریا مین ہے

کمر یار کو لکھون مین اگر تار نظر ۔ کوئی خوبی نہین یہہ بات ہے ظاہر سب پر
عقل کُل کہاتی ہے اس فکر مین اکثر چکر ۔ اسکی تحریر نہ تا ہو نہین مقدور بشر

نظر آتی نہین انداز نزاکت یہہ ہے
غور سے دیکھو اگر راہ حقیقت یہہ ہے

اوسکی صورت پہ بصد غور جو کی سینے نگاہ ۔ آگئی جان تن بیجان مین سیری بس واللہ
کہا بیا خستہ دل مین یہہ وہ ہر غیرت ماہ ۔ سیر کو ہم گئے تھے باغ مین جس کے ہمراہ

شان خالق ہے عجب اور عجب قدرت ہے
خواب مین دیکھی تھی جو مین نے یہہ وہ صورت ہے

۱۵۰

بات یہہ ذہن مین پہر آئی میرے آخر کار ۔ چل کے اس طرز سے اب کہیے اوس سے گفتار
تیری فرقت مین یہہ نوبت ہر کہ ہون زار و نزار ۔ یہہ نقاہت ہے کہ بستر سے ہے ہلنا دشوار

غیر حالت ہے بہت زیست سے بیزار ہون مین
تو مسیحا ہے خبر لے میری بیمار ہون مین

دل کی اس طرز سے میلان طبیعت جو ہوا ۔ عندلیبون کی طرح گہر مین مین اوس گل کے گیا
دیکہہ کر مجکو وہ بے ساختہ یہہ کہنے لگا ۔ کون ہو آئے کہان سے ہو بتاؤ تو ذرا

جان پہچان تعرف نہ شناسائی ہے
تمکو بہکاکے طبیعت یہہ کدہر لائی ہے

اوسکی گفتار یہہ سن سنکے دیا مینے جواب ۔ ہوش مین آئے بجا ہی یہہ غصہ یہہ عتاب
صفت مہر مبین سرخ ہی کیون چہرہ جناب ۔ سمجہہ تو یہہ بات ہے اس امر سے مجھکو حجاب

واقعی فعل سزا مجھہ سے ہوا ہے صاحب
عفو فرمائے گو میری خطا ہے صاحب

کہہ کے یہہ پاس ہین اوس شوخ کے بس جا بیٹھا ۔ اور مستفسر احوال ہوا مین اوس کا
مسکرا کر یہہ بصد ناز جواب اوسنے دیا ۔ اچھے ہم ہین کہ نہین یہہ تو کہو آپ کو کیا

میٹھی باتین یہہ کہین اور بناؤ صاحب
دمکے دم ہمکو نہ فقرون مین لبھاؤ صاحب

۱۵۲

سنکے مین نے کہا اوس سے کہ ای محرم راز ۔ واہ تقریر کا کیا خوب نیا ہے انداز
سمجہہ نہ ہے یہہ شہ خوبان تو جہان مین ممتاز ۔ غمزہ و ناز و ادا رہتے ہین تیرے دمساز

کیون نہ پہر خلق کہے دہر مین یکتا تجہہ کو
تیرا ثانی نہین سب ڈہنگ ہین بڑہیا تجہہ کو

سنکے یہہ بات ہنسا اور کیا مجھہ سے کلام / آپ رہتے ہین کہان اور ہے کیا آپکا نام

مین نے تب اوس سے کہا کیا مین کہون اے گلفام / جو کہ عاشق ہین اونہین نام و نشان سے کیا کام

تجھہ سے کیا نام کہون عاشق ناکام ہون مین

بے نشانی کے سبب خلق مین گمنام ہون مین

باتین اس طرز کی کین مین نے جو اوس سے دوچار / سر جہکا کر یہہ بصد ناز کی اوس نے گفتار

انہین باتون سے تو ہے اپنی طبیعت بیزار / آپکی جہوٹی محبت نہین ہمکو درکار

جاے عشق کسی اور سے کیجے صاحب

جان دیتے ہو اگر اور پہ دیجے صاحب

اوس کے اس کہنے پہ مین نے یہہ دیا اوسکو جواب / اضطراب دل مضطر نے کیا ہے بیتاب

اسی کمبخت کے باعث سے ہون مین خانہ خراب / چین دم بہر نہین ہے روح پہ ہے سخت عذاب

آپکے ناز کا انداز کا شیدائی ہے

آپ پر دل نہین آیا ہے قضا آئی ہے

۱۵۸

تنگ ہون زیست سے مین سخت مجھے رنج و محن / بلبل دل میرا شیدا ہے تیرا غنچہ دہن

جوش وحشت سے یہہ بگڑا نظر آتا ہے چلن / خاک اوڑاتا ہون مین مجنون کی طرح بن بن

صفت نکہت گل روز پریشانی ہے

صورت آئینہ دل کو میرے حیرانی ہے

اس بہر کے کہنے سے جسم آگیا اوس کو مجھ پر
اور اس طرح سے گویا ہوا وہ رشک قمر

آپ عاشق ہین میرے ہوگیا مجھکو باور
خیر معلوم ہوا اب نہ ہو اتنا مضطر

روز فرقت نہ رہا جب شب وصلت کیا ہے
اچھا پھر دیکھین گے اس بات مین عجلت کیا ہے

یہہ سخن سنکے مین اوس شوخ کا خاموش ہوا
دل مین سوچا کہ نہین وقت ہر یہہ جلدی کا

جی مین یہہ ٹھان کے اکبار دیا دل اپنا
در دلدار پہ سایہ کی طرح رہنے لگا

جسقدر کرتا تھا وہ ناز اوٹھاتا تھا مین
ربط اوس شوخ سے ہر طرح بڑھاتا تھا مین

چند دن جبکہ اسی طور سے گذرے پیہم
خود بخود بھرنے لگا وہ میری الفت کا دم

اور کہا مجھ سے کہ خوش ہو تیرے گھر چلتے ہین ہم
جب سنا مین نے یہہ منگوائی سواری اوسدم

اوج پر میرے نصیبے کا جو اختر آیا
ہوکے اسوار میرے پاس وہ دلبر آیا ١٦٣

راست یہہ وہ ہے مثل سمجھے تھے جسکو باطل
رنج کے بعد ہوا کرتی ہے راحت حاصل

شکر صد شکر کہ آسان ہوئی میری مشکل
مدد بخت سے حل ہوگئے سب عقدۂ دل

للہ الحمد بہت خوش ہے مقدر میرا
یار کے آنے سے آباد ہوا گھر میرا

جلوہ افروزئی جاناں کی خبر سن کے شتاب | تہنیت دینے کو آنے لگے سارے احباب
وصل کی شب کا مہیا کیا سارا اسباب | بہ بہیان پہولونکی کشتی مین تو شیشو نمین شراب

خاصدان تھے کسی جا پر تو کہین ساغر تھا
عطر کی بو سے کہون کیا مین معطر گہر تھا

اتنے مین دن جو ڈہلا رات کے ظاہر ہوئے رنگ | شب وصلت کی توقع سے ہوئی دلمین امنگ
عیش و عشرت کے طبیعت سے نمایان تھے ڈہنگ | شادی وصل سے کیا عقل ہوئی جاتی تھی دنگ

گل مقصود کی بو بسنے لگی دامن مین
روح پہولون نہ سماتی تھی خوشی سے تن مین

رات کا وقت وہ فرحت وہ دل ٹہنڈی ہوا | گل امید [illegible] عشرت سے کہلا
صحن خانہ مین تکلف کیا جلسہ کا نیا | سیج مین [illegible] تھا اور تخت پہ تھا فرش بچھا

حسن آرایش محفل سے سما اور ہوا
راجہ اندر کے اکہاڑے کی طرح طور ہوا

۱۶۶

جلوہ گر بزم طرب مین جو ہوا وہ دلبر | فرط شادی سے ہوئی طبع مین عشرت کے اثر
رنگ محفل مین جما جلسہ کا جسدم یکسر | دوست آپسمین اوڑانے لگے مے کے ساغر

ناز کرتا تھا عجب بخت خوش انجام میرا
اور پہلو مین میرے وہ بت گلفام میرا

چودھوین رات کا چاند آیا فلک پہ جو نکل
چاندنی چھٹکی ہر اک سمت تھے پُر نور کنول
مہر کی طرح سے تھا اوج پہ بخت افضل
ایک مہ زیب فلک دوسرا مہ زیب بغل

یک بیک منہہ سے سخن وصف کے قابل نکلے
سب پہ روشن یہہ ہوا دو مہ کامل نکلے

ساقی دیتا تھا مئے سُرخ کا ساغر بھر کر
نوش جان کرتے تھے آپس مین احباب کثیر
یار کو مین نے جو دو چار پلائے ساغر
نشہ کے ہوگئے پھر چشم خمر مین اثر

لال آنکھین ہوئین اور ہوش ٹھکانے نہ رہے
بیخودی ہوگئی جب پھر وہ بہانے نہ رہے

چلبلاپن تھا طبیعت مین شرارت تھی بڑی
ناز و انداز دکھاتا تھا وہ ہر ایک گھڑی
منہ بنا کر وہ دکھائے کبھی مسی کی دھڑی
کبھی جھکتین نیچی نگاہین تو کبھی آنکھ لڑی

کبھی لے لے کے بلائین وہ میری گاتا تھا
دل لبھانے کا طریقہ کبھی دکھلاتا تھا

شوخیون نے جو کئی شرم کے سب دور خیال
ولولے جوش پہ آنے لگے دریا کے مثال
تھی تمنا اسے بوسہ کی تو یان شوق وصال
فرط لذت سے یہہ تھے عاشق و معشوق کے حال

قہقہون سے جو کبھی غنچہ دل کھلتے تھے
شادی وصل سے آپس مین گلے ملتے تھے

بے حجابی کے عیان ہونے لگے جب آثار — ہٹ گئے بزم سے سب آنکہہ چرا کر اکبار
پہر تو خلوت مین رہی رمز و کنایہ کی بہار — لگیا کمرہ مین اوس شوخ کو پہر آخر کار

استراحت کا جو سامان وہان پایا مین نے
کہینچکر ہاتہہ اوسے نزدیک بٹہایا مین نے

پہلے پہلو مین بصد شوق بٹہایا اوس کو — بوسے رخسار دلن کے لیلے کے لبہایا اوسکو
نیم راضی سا جو اس بات پہ پایا اوسکو — بستر نرم پہ آہستہ لٹایا اوسکو

کروٹون مین بھی عجب نازدہ دکہلاتا تہا
ہم بغل ہونیکی خواہش مین لپٹ جاتا تہا

ڈہنگ یہہ دیکہہ کے آیا نہ میرے دلکو قرار — گود مین پاؤن لئے دونون اوٹہا کر اکبار
دیکہتا تہا کبھی آنکہون سے وہ محرم کی بہار — خوب کرلیتا تہا جی بہر کے کبھی بوس و کنار

جوش مستی کی حلاوت جو ادہر سے ملنے لگی
گدگداہٹ سے ادہر دلکی کلی کہلنے لگی

١٧٩

کشمکش سے میرے بیچین ہوا جاتا تہا — خشک لب ہوتے تھے چہرہ بھی کہنچا جاتا تہا
دم نزاکت سے جو سینے مین گہٹا جاتا تہا — گرمی حسن سے منہ پہ عرق آجاتا تہا

وصل کی شب اوسے کیا کیا نہ گرانبار ہوئے
قلب مین غنچہ کے گویا خلش خار ہوئے

بیکلی ہونے لگی یار کو جب حد سے سوا
غش پہ غش آتے ہین اب رحم کرو بہر خدا

اضطرابی سے سخن عجز کا یہہ مجھہ سے کہا
دلکی دہڑکن سے بہت غیر ہے میرا نقشا

قلب بیچین ہے اور جی میرا گہبراتا ہے
صورت بید بدن خوف سے تہراتا ہے

ہوی پیدا جو نزاکت سے غشی کے آثار
نیند آنے لگی تسکین ہوئی جب اکبار

عطر مٹی کا سنگہایا تو ہوا دل کو قرار
پانؤن پہیلائے جو سستی نے تو پہر آخر کار

یار گلفام وہ اور یہہ دل مضطر دونون
پڑ رہے ایک رضائی مین لپٹ کر دونون

پچہلے پہرے جو گہٹی ظلمت شب کی توقیر
چونک اوٹہا جو موذن کے بھی جاگے تقدیر

عرش کے مرغ کے نالون نے ہلائی زنجیر
ایسی دی اوس نے اذان پہونچی فلک تک تاثیر

فرش گل پر سے اوٹہی باد صبا چلنے لگی
شبنم اپنی کف افسوس جدا ملنے لگی ۱۲۸

دفعتاً چہاگئی آکر چمن شب پہ خزان
جبکہ شاداب ہوا باد سحر سے بستان

یک بیک ہونے لگی اختر تابندہ نہان
ہوگیا اور ہی کچہہ رنگ زمانہ مین عیان

روشنی ہوگئی تاریک مکان مین دیکہو
غنچۂ نور کہلا باغ جہان مین دیکہو

رات کے جانیکا اور دن کے عیان ہونیکا حال
حسن رخسار کا وہ چہرے پہ بکھرے ہوئے بال

کیا ہو تحریر یہ پہلا ڈھنگ ہون جب عقل خیال
دیدۂ فکر مین میرے بھی کافی ہے مثال

رخ گردون سے جو زلف شب لیلی سرکی
صاف ظاہر ہوئی صورت سحر انور کی

چرخ پر جب ہوئے آثار سپیدی بالکل
پھولے جاتے تھے کلی کی طرح ہر شاخ پہ گل

نغمہ زن مژدہ جان بخش سے تھی سب بلبل
جس طرف دیکھو عروسان چمن مین تھا یہ غل

صبحدم باغ مین پھر گل کی سواری آئی
ناز و انداز سے لو باد بہاری آئی

صبح نے گلشن عالم مین دکھائی جو بہار
سبزہ و صورت لالا جو ہوا سبزہ زار

نور سے ہوگیا شاداب سراسر گلزار
عاشقون کے بھی عیان ہونے لگے دل کے بخار

قمریان پھرتی تھین دم سرو صنوبر کے لئے
نغمہ زن بلبل شیدا تھی گل تر کے لئے

۱۸۲

جب صبا آئی تھی گلزار مین ہنگام سحر
وجد مین جھومتا تھا عیش سے ہر ایک شجر

تر و تازہ ہوئے جاتے تھے خوشی سے گل تر
مسکرائی تھین عجب حسن سے کلیان کھل کر

شور غنچون کے چٹکنے کا جو اکبار ہوا
سبزۂ خفتہ بھی بس خواب سے بیدار ہوا

صبح صادق کا وہ وقت اور وہ ٹھنڈی نسیم
بدلی چہانے جو لگی اور ہوئی شان عظیم

جھوکون مین آتی تھی بو ہر گل شبو کی شمیم
بلبلین کرنے لگین وجد مین سب ذکر کریم

چلتی ہی باد سحر وا ہوئین آنکھین اون کی
گل نرگس کیطرح کھل گئین آنکھین اونکی

یعنے بیدار ہوا خواب سے رشک گل تر
بڑھتے جاتے تھے طبیعت مین جو مستی کے اثر

ناز و انداز سے انگڑائیان لیتے یکسر
کی نگہہ آنکھون کو مل مل کے ادہر اور ادہر

شرم سے نیچی نظر اور عجب عالم تھا
جز میرے اور نہ اوس وقت کوئی ہمدم تھا

شب کی بیداری سے خستہ تو طبیعت پر آ
ہاتھہ مُنھہ دہو کے غرض غسل کے خاطر وہ آ

صفحۂ دل پہ کسافت سے عیان صاف غبار
سوئے حمام ہوا جلوہ نما آخر کار

دور سب گرد ہوئی جب وہ نہا کر نکلا
ہمہ تن آئینہ رشک سکندر نکلا

١٨٦

بار خاطر کا نہانے سے ہوا جب ہلکا
بال جب سوکھے تو آئینہ مین چہرا دیکھا

بر سر بام وہ پھر بال سکھانے نکلا
دہیان اوس شوخ کو تب اپنی بناوٹ کا ہوا

سادگی مین جو سنورنے کا اوسے شوق ہوا
حسن مین یوسف کنعان سے بھی کچھہ فوق ہوا

پہنا کمخواب کا پاجامہ نیا بوٹے دار — زیب تن جب کیا محرم ہوئی جوبن کی بہار
اور ہلکا سادہ والے کا دوپٹا گلنار — جسکے سجنے کی ادائین پہ مجھے آتا تھا پیار
کرتنی پر جو نئے طرز کے گل بوٹے تھے
عارضی گل تن نازک نے یہ سب لوٹے تھے

اوسکو زلفون کی بناوٹ کا ہوا جب سودا — آئینہ پیش نظر رخ کے مقابل مین رکھا
عطر سنبل کا ملا بالون مین جب تیل کی جا — اولجھنین فرط نزاکت سے ہوئین اور سوا
کنگھی چوٹی مین جو کی درد ہوا شانے مین
گھتیان پڑتی چلین زلف کے سلجھانے مین

بندش زلف مین دل اوسکا پریشان جو ہوا — ایکدقت سے یہ اولجھا ہوا مضمون بندھا
زلفین جب اوس نے سنوارین تو عجب رنگ ہوا — سو ہوا اوس سے نظر آنے لگی شان خدا
بکھرے بالون سے ہر کیا مانگ برابر نکلی
کہکشان ظلمت شب مین یہ فلک پر نکلی

بند ہگئی جس گھڑی گیسوی پریشانکی ہوا — سلسلہ وار نظر آنے لگی کالی گھٹا
جگمگاہٹ پہ بھی اوسکے شب دیجور فدا — حسن یہ دیکھ کے اوس گل نے لعبہ ناز و ادا
پھول جب سر مین گندہا بیے معطر آئی
خیر ہو وسے کہ بلا اور کمر پر آئی

مہندی اوس شوخ نے پانوں مین لگا دی جس دم
پان کی سرخی سے لب کا تھا نرالا عالم
قتل عشاق ہوئے پسنے لگے دل باہم
اور مسی کی اوداہٹ پہ گھٹا جاتا تھا دم

کاجل آنکھوں مین لگایا تو وہ آفت آئی
قبر سے مردے پکارے کہ قیامت آئی

گہنا پہنا کے عجب حور بنایا اوس کو
خوبی و حسن مین نایاب جو پایا اوس کو
اور پھر عطر سے خوشبو مین بسایا اوس کو
آئینہ خانہ مین لیجا کے بٹھایا اوس کو

آنکھ سے دیکھا جدھر جلوے کے نظارے تھے
اوسکے رخسار کا تھا عکس کہ رخ سارے تھے

عیش و عشرت مین میری ہوتی تھی اوقات بسر
ناز کیونکر نہ ہو پھر مجھکو میری قسمت پر
چہچہے قہقہے رہتے تھے مجھے شام و سحر
مجھسا خوش بخت زمانہ مین نہ تھا کوئی بشر

نیند بھی ناز کیا کرتی تھی آنے کے لئے
زانو اوس شوخ کا تکیہ تھا سرہانے کیلئے

۱۹۲

فرحت وصل مین کچھ ہجر کا وسواس نہ تھا
ایک دم بھی میری نظروں سے نہ ہوتا تھا جدا
رہتا تھا سایہ صفت ساتھ میرے حور لقا
روز آئینہ مین کرتا تھا نظارہ اوس کا

لذتین دید کی ہر شام و سحر رہتی تھین
آنکھین چار اوس سے میری آٹھ پہر رہتی تھین

بادۂ وصل سے کیا ساغر دل تھا معمور
نہ جدا رہتا تھا پہلو سے کبھی میرے وہ حور
نشۂ عیش و طرب سے رہا ہر دم مخمور
ہجر کا تھا نہ زبان پر میرے ذکر و مذکو
باہین گردن مین پڑے رہتی تھین ہنسلی کی طرح
لپیٹا رہتا تھا مین اوس شوخ سے وصلی کیطرح

جبکہ کچھ دن ہوئی اس لطف مین اوقات بسر
ایسی کچھ تفرقہ اندازی کے دکھلائے اثر
فلک بدکو بدی میری ہوئی مد نظر
میری قسمت کو ملی پھر وہی آخر حسکر
کم ہوئی اوس کی محبت تو ستم بڑھنے لگے
عیش کیا گھٹنے لگی رنج و الم بڑھنے لگے

ہوا عیار جو معشوق مین وہ رشک پری
غمزہ دکھلا دئے وہ عقل سے جو ہو وین بری
وہ چلی چال کہ شرمندہ ہوئی کبک دری
کبھی جادو کی ادا اور کبھی عشوہ گری
یون تو انداز و نزاکت مین اوسے فوق ہوا
طرفہ تر آنکھین لڑانے کا نیا شوق ہوا

۱۹۸

شوخ چشمی مین ہوا طاق جو وہ ماہ لقا
خوبی حسن سے کرنے جو لگا ناز و ادا
پئے تفریح ہوا بام پہ پھر جلوہ نما
بھیڑ یارون کی تہ بام رہی حد سے سوا
گوری چیتون سے لگا کرنے نظارا کوئی
مسکراتے ہوے کرتا تھا اشارا کوئی

سرو قد اوٹھہ کے کوئی یاو کو کرتا تھا سلام
کوئی دکھلانے کو اوس یار کے کرتا تھا خرام

پوچھتا تھا کوئی کیا آپکا ہے صاحب نام
بات ہی بات مین ہوتے تھے لگاوٹ کے کلام

الفت اپنی کوئی اوس یار کو بتلاتا تھا
نامۂ شوقیہ لکھہ کر کوئی بھجواتا تھا

کیا کہون چند ہی عرصہ مین نیا گل پھولا
طرہ اسپر یہہ ہوا وہ گل رعنا میرا

گلشن بزم مین آنے لگی غیرون کی ہوا
تازگی غیرون کی جو دیکھی تو سر سبز ہوا

دل لگی ہوتی چلی اور نئے یارون سے
ربط رہنے لگا اوس گل کو بہت خارون سے

جبکہ ان باتون مین کامل ہوا وہ رشک قمر
گو کہا لاکہہ طرح سے اوسے ہر چند مگر

یان ہوا شکل کتان رشک سے ہو ٹکڑے جگر
کی بہت مین نے نصیحت نہ ہوا کچھ بھی اثر

رنج جس سے ہو مجھے اوس نے وہی باتین کین
بے دھڑک چاہنے والون سے ملاقاتین کین ٢٠٢

کیا کہون تم سے مین ای دوستو حال بیتاب
آتش رشک سے دل جلکے ہوا میرا کباب

لیگیا اپنے مکان یار کو اک خانہ خراب
چین تھا دن کو نہ تھی رات کو آسائش خواب

چل بسا یار مرے پاس سے آخر افسوس
مبتلا رنج والم مین ہوئی خاطر افسوس

صدمۂ ہجر سے وہ حال میرا تھا ابتر
آہ و نالہ کے سوا کام نہ تھا آٹھ پہر

قلب سینے مین تپان غم سی کبھی ٹکڑے جگر
ہاتھ مل مل کے یہی کہتا تھا مین رو رو کر

تھی میرے بخت مین آخر یہہ جدائی ہے ہے
میری بگڑی تو رقیبون کی بن آئی ہے ہے

رنج فرقت سے میری جان پہ ہی قہر خدا
غیر ممکن ہے کہ حاصل ہو جوانی کا مزا

تنگ جینے سے ہون دل ہے میرا اشتاق قضا
اپنی قسمت کو نہ روؤن تو کرون کس سے گلا

صدمۂ ہجر سے کاہے کو مین مضطر ہوتا
موت اگر آتی بہت خوب تھا بہتر ہوتا

بخت برگشتہ نے آخر کو دکھایا یہہ زوال
دیکھیے کرتا ہے کیا طور میرا شوق وصال

وصل دلدار میرے حق مین ہوا خواب خیال
مجکو بہتر نظر آتا نہین ہے اس کا مآل

دیکھیے میرے لئے اوٗ دل ناکام ہو کیا
ابتدا ہی مین یہہ حالت ہے تو انجام ہو کیا

٢٠٦

چند دن یون ہی رہین ہجر مین جب آہ و بکا
اضطرابی کے سبب چین نہ آیا اصلا

روح تحلیل ہوئی غم سے میرا جسم گلا
بے کہے اپنی کہانی کے تو مین رہ نہ سکا

ضبط نے قصہ فرقت کو جو تشہیر کیا
حال دل اپنا مین اوس یار کو تحریر کیا

اے شہ ناز و ادا اے گل رشک گلزار
گرم الفت کا ہے جبتک کہ جہانمین بازار
مردہ دل مین ہون اگر تو ہی مسیحا کردار
التجا میری الٰہی سے یہی ہے ہر بار

یون ہی تا حشر تیرا حسن نزاکت رکھے
ہے دعا یہ کہ خدا تجھکو سلامت رکھے

کچھ عجب حال ہے جبدن سے ہی تو مجھ سے جدا
کون غمخوار میرا ہوگا بھلا تیرے سوا
دن کو بیتابیان ہین رات کو تارے گننا
حالت زار یہ اب رحم تو کر بہر خدا

بیوفا تجھ سے مین امید وفا چاہتا ہون
یان سے اب حال دل اظہار کیا چاہتا ہون

وہ بھی دن تھے کوئی تھی مجھ سے محبت تجھکو
جز میرے چین نتھا اور نہ راحت تجھکو
نام سے میرے نہ آگے تھی یہ نفرت تجھکو
تھی نہ دم بھر بھی گوارا میری فرقت تجھکو

کروٹین لیتے ہوے رات گذر جاتی تھی
بے میرے تکیۂ زانو کے نہ نیند آتی تھی

خود پسندی کا تجھے شوق یہ اے یار نتھا
کنگھی چوٹی کی نزاکت مین گرفتار نتھا
دیدہ نظارہ مین اس طرح سے عیار نتھا
حسن آرائی سے تجھکو کبھی کچھ کار نتھا

آنکھ مین سرمہ کی ہر روز یہ تحریر نہ تھی
آشنا شانہ سے یون زلف گرہ گیر نہ تھی

ہمیشہ تھا اپنی خود آرائی کا پابند نہ تھا	غیر کے ذکر سے زنہار تو خرسند نہ تھا
رتبہ اوروں کا یہ سمجھے ہی میرے مانند نہ تھا	دخل غیروں کا تیری بزم میں ہر چند نہ تھا

دوسرا کوئی نہ تھا عاشق دمساز تھا میں
ہمدم و ہم نفس و مونس و ہمراز تھا میں

خون بہانے کا تجھے شوق نہ تھا کچھ اصلا	تیغ ابرو سے نہ بسمل تھا کسی کا بھی گلا
بیشتر ایسا نہ تھا حال تو جواب ہے نقشا	تیرے انداز سے تھا صاف لڑکپن پیدا

یوں نہ برہم تھیں نگاہیں تیری مژگاں کیطرح
گھتیاں دلمیں نہ تھیں زلف پریشاں کیطرح

خط شبرنگ کے جوہر تھے یہ کب تجھ پہ عیاں	شکل آئینہ نہ تھی آئینہ تجھسے نادان
آئینہ دیکھکے ہوتا تھا تو دلمیں حیران	سادہ پن سے یہی کہتا تھا تو مجھ سے اے جان

آئینہ دیکھنے کو جی میرا شرماتا ہے
کون ہے اسمیں جو ہمشکل نظر آتا ہے ٢١٩

اپنی نزہت پہ ترے دل کو نہ ہوتی تھی بہار	گل شاداب تھا پر جانتا تھا آپ کو خار
باغمیں خوش روشی کے تیری قائل تھی ہزار	مجھ سے اس طرح نہ رہتا تھا کبھی تو بیزار

خوش نوائی پہ نہ تھا نازاں یہ بلبل کی طرح
پھولتا تھا نہ چمن میں تو کبھی گل کی طرح

حسن جس روز سے منظور نظر میرے ہوا
دل لگانے کی ملی مجھکو میری جان یہ سزا

چشم بد دور لگا ہون مین کہیا تہا نقشا
اشک کی طرح سے ہم چشمون کی نظرون سے گرا

آپ کے عشق مین ناکامی کا یہہ کام ہوا
آبرو دیکہہ نہ رہی مفت مین بدنام ہوا

رنج و غم آہ و فغان کی نہین مجھکو بہی خبر
عیش و عشرت مین ہوا کرتی تہی اوقات بسر

دل کو تہا ہجر کا دہڑکا نہ جدائی کا خطر
چہپے رہتے تہے آپسمین سبھی شام و سحر

شاد قسمت سے تہا اور وصل سے خوش ہوتا تہا
بخت بیدار تہی جب پاس ترے سوتا تہا

دل کسے دیتے ہی پڑی جان پہ آفت ہے ہے
دہیان مین ہر تیری قامت کی قیامت ہے ہے

بنگئی زہر مجھے تیری محبت ہے ہے
تجھسے گر یون ہی رہے گی مجہے فرقت ہے ہے

عمر حسرت مین گذر جائے گی جانی میری
مفت ہو جائے گی برباد جوانی میری ٢١٨

گل عارض کی تجسس مین ہوئین صورت خار
باغ دل پر میرے چہائی ہوئی ہے غم کی بہار

نرگسین چشم کی فرقت نے کیا ہے بیمار
نعرہ زن ہجر مین ہر وقت ہے دل مثل ہزار

نکہت رنج سے ہر وقت مین کاہیدہ ہون
گلشن دہر مین اک نخل خزان دیدہ ہون

مجہا غمخوار نہین عاشق جانباز کوئی ڈر ہے کہدے نہ بزرگون سی میرا راز کوئی	سمجہا اتنک نہین حال دل ناساز کوئی خوف رونے مین ہی تا سنلے نہ آواز کوئی

دم جو گہٹتا ہے میرا سوے فلک تکتا ہون
ضبط ممکن ہے نہ دل کہول کے رو سکتا ہون

تیرے بیمار محبت کی ہے حالت ابتر صدمۂ ہجر سے جان آگئی ہے ہونٹون پر	چارپائی پہ پڑا رہتا ہے اب آٹہہ پہر دل ہے بیتاب تو اشک آنکہون مین کرتی ہی جگر

حالت نزع ہے اب کوچ کیا چاہتا ہے
دم لبون پر ہے کوئی دم مین ہوا چاہتا ہے

غیر حالت تیری فرقت مین ہوا اے جان جہان جان اٹکی ہے گلے مین میری آکر اے جان	چند لحظہ کا ہون دنیا سے فنا مین مہمان دو گہڑی کے لئے تو آئے تو ہوگا احسان

خواستگار اتنا ہے اب عاشق غمخوار تیرا
بس یہہ ارمان ہی کہ ہو آخری دیدار تیرا

۲۲۲

الغرض لکہہ کے یہہ سب حال دل زار خراب ہوگا احسان اگر لائے تو اس خط کا جواب	دیکے قاصد کو کہا شکل نظر جا تو شتاب تاکہ تسکین دل زار ہو مین ہون بیتاب

سن کے قاصد یہہ روانہ ہوا لیکے نامہ
جاکے اوس بت کو دیا میرا ابرنامہ

یار نے جب کیا وا نامہ دل سوز میرا
تن بدن غصہ کے شعلوں نے سراپا پھونکا

آتشِ عشق کے مضمون نے غضب بھڑکایا
ہونٹ دانتوں میں چباتی ہوئی قاصد سے کہا

اچھا معلوم ہوا جا کے یہہ کہہ افضل سے
میں جتا دیتا ہوں آنا نہ یہاں الٹے توکل سے

سنکے یہہ غصہ کی باتیں وہیں قاصد جو پہرا
اور اسباب کے سنتے ہی پریشان میں ہوا

آکے سب حال بصد آہ و بکا سب مجھسے کہا
تھی جو امید ذرا دلمیں ہوئی وہ بھی فنا

نامہ لکھنا مجھے افسوس یہہ منحوس ہوا
وصل دلدار سے دل اور بھی مایوس ہوا

قطع جب ہوگئی دلدار سے ملنی کی ہوس
پھر نظر آنے لگا آٹھوں پہر کنج قفس

نالے دل سے میرے پیدا ہوئے مانند جرس
ایک ایک لحظہ میرے حق میں تھا ایک ایک برس

برق کیطرح تڑپتا رہا دل فرقت میں
چین آیا کسی پہلو نہ مجھے الفت میں

۲۲۶

بیقراری جو طبیعت میں بڑہی جاتی تھی
سخت جانی مجھے سختیاں دکھلاتی تھی

روح قالب میں یہہ صدمہ تہا کہ گھبراتی تھی
نہ قرار آتا تھا دل کو نہ قضا آتی تھی

ضعف سے دم میرا سینہ میں اڑا رہتا تہا
چارپائی پہ میں مردہ سا پڑا رہتا تہا

کھینچکے سینہ سے لبون پہ جو میرا آگیا دم
مثل ناقوس ہین بھرنے لگا آہین پیہم
طعنہ آمیز سخن لوگون کے کرتے تھے ستم
جب نصیحت کوئی کرتا تھا مجھے ہوتا تھا غم

دوست احباب جو آکر مجھے سمجھاتے تھے
آنسو بیباختہ آنکھون مین امنڈ آتے تھے

جسم خاکی تپش غم کے سبب پھکنے لگا
صورت شمع دل زار میرا اور جلا
جبکہ اس رنج سے بگڑا ہوا نقشا دیکھا
یاس و اندوہ سے گھبرا کے یہی کہتا تھا

بیقراری ہی زیادہ شب فرقت دل کی
مدد اے مرگ کہ تغیر ہی حالت دل کی

آخر الامر دکھایا میرے نالون نے اثر
رونق افزا ہوا وہ شوخ جفا جو میرے گھر
چند دن رہ کے یونہین طرز یہہ ڈالی کیسر
دن کو یان رہنے لگا رات کی غیر و نہین بسر

عیش و عشرت مین ادھر اوسکی بسر ہونے لگی
غم فرقت مین ادہر رو کے سحر ہونے لگی

دل پڑ درد کو اسبات کا غم اور ہوا
بیٹھے بٹھلائے ہین اس دام مصیبت مین پھنسا
غصہ جب ہو نہ سکا یار سے پھر نیچے کہا
ہے یہہ افسوس کہ تجکو نہین کچھہ شرم و حیا

واہ کیا خوب محبت کوئی یون کرتا ہے
تجھہ پہ مین مرتا ہون اور غیر پہ تو مرتا ہے

آبرو کچھ نہ رہی تیری محبت سے مری
بیرخی تجکو ہے کس واسطے صورت سے مری

جان تنگ آ گئی اے جان تیری فرقت سے مری
کسلئے ہوتا ہے آزردہ شکایت سے مری

دم نکلجاے کہین پاک بکھیڑا ہو جاے
دور شکوونکا کسیطرح سے قصا ہو جاے

گل عارض پہ تیرے مرتے ہین ہم مثل ہزار
دیکھکر اپنی خزان اور رقیبونکی بہار

کاوشین ہوتی ہین یون دلمین جیسے خار
خوف رہتا تہا ہمین جوش جنونکا ہر بار

باغ مین تیرے جو غیرونکی ہوا آنے لگی
اپنے دل کی بھی کلی رشک سے مرجہانے لگی

شیفتہ با دل و جان حسن پہ تیرے جو ہوا
وصل کے روز مجھے ہجر کا وسواس نہ تہا

سر پہ میرے میرے تقدیر سے آئی یہ بلا
دور اندیشی کی مجکو نہ خبر تھی اصلا

بات سوجھی نہین اپنی کوئی آسانی کی
نقد دل تجھکو دیا مفت مین نادانی کی

۲۲۴

تیری غمزون کی اداؤن سے مجھے بیموت موا
مسکرانے سے تیرے پھٹتا تہا ہر زخم مرا

تیری رفتار کے انداز نے پامال کیا
ناز سے تو نے ادھر دیکھا ادھر کام ہوا

تیری الفت مین یہہ سامان تہے بہم میرے لئے
غمزہ و عشوہ و انداز و ستم میرے لئے

شمع سے تھے آپ میرے دلکے جلانے کیلئے
کبھی پہلو سے میرے اوٹھتے تھے جانے کیلئے

کبھی کرتے تھے ستم اور ستانے کیلئے
کبھی ہنوٹ کا یہہ رونا نہاد کہانے کیلئے

اک نہ اک تازہ ستم مجھہ پہ تمہیں کرتے تھے
روٹھکر دو دو پہر بات نہیں کرتے تھے

آتش غم سے میرے دلکو جلاتے تھے تمہیں
ظلم پر ظلم میری جان پہ ڈہاتی تھی تمہیں

دیدہ تر سے میرے اشک بہاتے تھے تمہیں
منہ سے ہر وقت کم وبیش ستاتے تھی تمہیں

دل مجبور پہ عاشق کے جفا کیا نہ ہوئی
تم ھی منصف ہو کہ حق میں میرے کیا کیا نہ ہوئی

ہجر میں حال ہی کچھ اور ہے جانان میرا
قیس کیطرح سے مسکن ہی بیابان میرا

صورت شمع سے تر اشکونسے دامان میرا
خوب وحشت نے کیا چاک گریبان میرا

دل کسطرح بہلتا نہیں انسانون میں
دھیان آتا ہے کہ جا بیٹھی دیوانون میں ۲۳۹

نالے کر کر کے کبھی حشر بپا کرتا ہون
شب فرقت کی حرارت سے جلا کرتا ہون

کف افسوس کبھی غم سے ملا کرتا ہون
کبھی مضطر صفت برق رہا کرتا ہون

لطف تو یہہ ہے کہ رہ رہ کے ستاتا ہے دل
رنگ سو طرح کے ہر روز دکھاتا ہے دل

کچھ عشق مین دل ہے نہ گرداب بلا
اور ہے ڈہنگ ہے اس موجکی طغیانی کا

غم ہے ایسا کہ نہین جسکا کنارہ پیدا
بنگیا دیدۂ تر چاہ کا آخر سوتا

چشم پر غم مین جو انداز نکا پاتا ہون
نالے کرنے کو مین ندی کیطرف جاتا ہون

کچھ عجب حال ہے کیا منہ سے کہون جانجہان
گو کہ رہتا ہون مین نظارۂ رخ سے نازان

خواہش وصل سے دل رہتا ہے سینہ مین تپان
سیر آنکھین ہوئین پر دل کی نہ نکلی ارمان

اک نہ اک رہتے ہی آخر تری چاہت باقی
بعد دیدار کے ہے وصل کی حسرت باقی

طعنہ آمیز میری باتین یہہ سنکر اکبار
پھر کہا مجھسے کہ کیا خوب ہے طرز گفتار

ہوگیا چین بجبین غصہ سے وہ آخر کار
کسی اورون سے کرو جاکے یہہ الفت اظہار

ہم نہ معشوق کسیکے ہین نہ عاشق ہین ہم
آپکے جھوٹی محبت سے بہت دق ہین ہم ۲۹۲

سمجھا او سو وقت کہ غصہ سے غضبناک ہے یہہ
کبھی قابو مین نہین آئیگا چالاک ہے یہہ

طرز گفتار سے یہہ جانا کہ بیباک ہے یہہ
دلمین اپنے یہہ کہا قاتل سفاک ہے یہہ

دام الفت مین کسی ڈہب سے پھنسانا اس کو
جعلسازی سے کسی جالمین لانا اس کو

بات یہہ ٹھن گئی جب دلہین ہوا نہ پروا ۔ چاہ اوس یوسف ثانی کی نہ کی پھر اصلا
ایک دو ہفتہ اسیطرح کا جب ڈھنگ رہا ۔ ادسے اس امر کی تب فکر ہوی حد سوا

کیا سبب ہے جو نہین اب میری چاہت اس کو
کوئی تو مل گئی ہے چاند سی صورت اس کو

بس اسی فکر سے وہ ہو کے پریشان لاچار ۔ یون کہا مجھسے کہول کا تمہاری اسرار
بات تک کرتے نہین کیون ہے رکاوٹ یار ۔ سینے تب اوس سے بگڑ کر یہہ کہا اے مکار

دم بدم تو جو ادہر غیر کا دم بھرنے لگا
اور سی ربط محبت بہن ادہر کرنے لگا

مینے پیدا کیا ہے دوسرا وہ گلرخسار ۔ جسکے رعنائی نے یہہ صدقے کرون تجھسے ہزار
حسن و خوبی سے میان صاف جو انکی بہار ۔ سچ تو یہہ ہے کہ اگر دیکھے تو اوسکو اکبار

اسقدر ہو وے پشیمان ہوس مرگ رہے
زرد رو شکل برنگ گل صد برگ رہے

۳۷۶

خوبیان اوس کی بیان کیا ہون کہ ہین حد سے سوا ۔ ساری عالم سے نرالی ہین کچھ انداز و ادا
کسکی طاقت ہے نظر بھر کے جو دیکھے نقشا ۔ اوسکے جلوہ کے نظارے سے یہ ہو حال تیرا

شامل بحر خجالت ہو تو قطرا بنکر
حسن بہہ جائیگا چہرے کا پسینا بنکر

کسکی طاقت ہے نظر بھر کے جو دیکھے وہ جمال — سچ تو یہ ہے کہ رخ یار کا خورشید ہے خال
پرتو حسن ہے اوس ماہ کا بجلی کی مثال — حسن ایسا کہ نظر کا بھی ٹھہرنا ہے محال

دیکھہ سکتا نہین مین جب رخ زیبا اوس کا
کیا رقم ہووے بھلا مجھسے سراپا اوسکا

اوسکے گیسو کا نرالا ہے زمانہ مین رنگ — اوسکے انداز کے ہان راستے پہ پائے ہین ڈہنگ
پیچ کی راہ ہے لیکن ہے میرے دلمین منگ — وصف مین زلف کے او مانگ کے ہے مجکو ترنگ

جب کٹی راہ تو یہہ قدرت باری دیکھی
ندی ظلمات مین اک شیر کی جاری دیکھی

حسن گیسو پہ میرے طبع کو غلطانی ہے — پیچ و خم ایسے کہ سنبل کو پریشانی ہے
کس سے تشبیہہ دون اس شے کو یہ لاثانی ہے — دون جو نسبت شب دیجور سے نادانی ہے

چوٹی مین نقرئی مو بافت نہین ڈالا ہے
لیلۃ القدر مین یہہ صبح کا دنبالا ہے ۲۵۰

صاف پیشانی سے ہے دبدبۂ شوکت و جاہ — حسن مین رعب وہ ظاہر ہے کہ خالق کی پناہ
اوسکی پیشانی و ابرو پہ جو کی مینے نگاہ — نظر آئی مجھے تشبیہہ نئی خاطر خواہ

دونو ابرو یہہ جبین پر نہین پیوستہ ہین
تیغین ہاتو مین لئے ترک کمر بستہ ہین

مردم چشم کو گر اوس کے شرہ کا ہو خیال
جانہ تن مین ہون سوراخ مثال غربال

تیر اندوہ کی کاوش سے رہی دل بحال
خاک صحرا کی وہ چہانا کرے مجنونکی مثال

دیدہ یار یکا یہہ سینہ مین اثر ہو جائے
دل چہدے پہلو مین اور ٹکڑے جگر ہو جائے

ہین عجب شوخیان آنکھونکی اور انداز عجب
پتلیون مین وہ شرارت ہے کہ کرتی ہین غضب

تیزی یہہ چشم غزالان کو میسر ہے کب
غور سے دیکھا تو ظاہر یہہ ہوا دل پہ سبب

صاف ظاہر ہے جو صانع کی عیان صنعت ہے
رات دن دست و گریبان ہین عجب قدرت ہے

خوبیان چشم طرحدار کی کیا ہو وین رقم
حلقۂ چشم کو محراب سمجھ لیتے ہین ہم

عین حیرت ہو اگر دیکھین وہ جاہ و حشم
حسن مردم سے یہہ ثابت ہے کہ بیٹھا ہی صنم

نیچے ابرو کے نہین آنکھونکے کاشانے ہین
شان اللہ کی کعبہ مین بھی تبخانے ہین ۲۵۴

اوسکی بینی کی نزاکت کی ثنا ہو کیونکر
گو کہ قاصر ہے زبان مدح مین ہر چند مگر

دیدۂ فکر کو ممکن ہی نہین تاب بصر
دوربینی کے سبب مجکو یہہ آتا ہے نظر

طور کی شمع ہی یہ روشن رخ نورانی پر
با الف ہے ورق سادہ کی پیشانی پر۔

غور سے مردم بینا کرین بینی پہ نگاہ
طرز سے اوسکے جو دہیان آیا دہن کا ناگاہ

ہاے دو چشمی ہے یہہ ایک الف کے ہمراہ
ہاتھ آئے مبرے تشبیہہ نئی خاطر خواہ

ذکر ان لبون کا ہے کیا حور بھی دل دادہ ہین
آب حیوان پہ خضر دیکھیے استادہ ہین

اوسکے رخسارون کو ہون فکر مین دون کس سے مثال
داغ ہے چاند مین یہہ جانتے ہین اہل کمال

ماہ سے دون او نہین تشبیہہ یہہ ناقص ہے خیال
گر کہون مہر او نہین اوسکو بھی حاصل ہے زوال

خط ابھی نکلا نہین ہے یہہ ورق سادے ہین
خانۂ کعبہ مین یا نور کے سجادے ہین

کرون کس منہ سے بھلا مین لب جانان کی ثنا
تلخی عشق مین یہہ زیست کا دیتے ہین مزا

عالم فکر مین دم ہونٹون پہ آتا ہے میرا
ان کے بوسہ سے ہو بیمار محبت کو شفا

اپنے اعجاز کا جس وقت تماشہ یہہ دکھائین
کیا تعجب ہے جو ہم کو بھی مسیحا مرجائین۔ ۲۵۸

دہن یار کی کسطرح ثنا ہو تحریر
گفتگو کا ہے وہ انداز نہین جسکے نظیر

یہہ معمہ ہے نہ حل ہوگا کرین کیا تدبیر
پہول جہڑتے ہین نئی رنگ کے وقت تقریر

بات جبتک کہ نہ ہو لطف نہین ملنے کا
بے ہنسی کے کبھی غنچہ یہہ نہین کہلنے کا

لال ہے میری زبان خاک کرون وصف زبان
طرز گفتار سے وہ خوبیان ہوتی ہین عیان

ناطقہ نطق کا بھی بند ہے کیا ہووے بیان
ایسے باتین ہین کرے بلبل بستان بہی فغان

دہنِ تنگ مین کب اوس کی زبان گویا ہے
طوطی ہر وقت چہکتا ہے بھی پیدا ہے

درج مین دانتونکے ہیین دنگ یہان عقل و شعور
سطح سے نہو بیان ہمت شاعر مجبور

طرفہ یہہ بات ہے ہے ذہن رسا کا بھی قصور
دہنِ حک مین کیا خوب ہے دندان کا ظہور

صنعتین صانع قدرت کی بڑی ہین دیکھو۔
کلیان جوہی کی یہہ کوثر مین پڑی ہین دیکھو

حسن ایسا ہے زنخدان کا کہ خالق کی پناہ
چہوٹ کا ذکر ہے کیا یوہ چہلو یوسف ہین گواہ

باولی ہووے طبیعت جو کرے اسکی چاہ
اور میرا بہی یہی قول ہے ماشاء اللہ

زیر لب اوسکے زنخدان یہہ نہین زنخشان ہے
سیکڑون ڈوب کے مرتے ہین چہ کنعان ہے ۲۶۲

اوسکی گردن کی تجلی کا کرون کیا مین بیان
صورتِ آئینہ ہے حسن سراپا رخشان

طور کی شمع کا ہوتا ہے طبیعت کو گمان
راز باطن بھی سراسر ہوے جاتے ہین عیان

یعنے جسوقت گلوری وہ چبا جاتا ہے
رنگِ پان حلق سے کیا صاف نظر آتا ہے

خوبیان دست طرحدار مین ایسی ہین بہری
دیکھہ لی ان کی صباحت تو تڑپ جا پری

حسن کی جسکے زمانہ مین ہے اک جلوہ گری
تابش برق ہو پہر جا کلائی جو ذری

ہاتھہ اوسکے نہین آتش کے یہہ پرکالے ہین
جبہ ہر حسن سے دو تیغ کے دُنبالے ہین ۔

اوسکے پنجہ کی ثناخوانی کی کیا ہو تمہید
جلوۂ نور کہ قدرت سے ہنوز ناہے پدید

اسمین وہ لطف ہے کہ ہے فہم و فراست سے بعید
اونگلیان اوسکے ہین یا تار شعاع خورشید

وصف ناخن مین سخن بس یہہ دہن سے نکلے
چاند یہہ پانچ ہین سورج کی کرن سے نکلے

اوسکا سینہ ہے وہ پرنور کہ ٹھیرے نہ نظر
اور اوس سینہ پہ کیا خوب ہین پستان دلبر

شکل آئینہ ہے حیران یہان عقل بشر
قمقمے نور کے گویا ہین نمایان یکسر

سر پستان نہین پستان سے یہہ پیدا دیکھو
ظلمت و نور بہم ہوگئے یکجا دیکھو

۲۶۶

شکم صاف ہے اوس شوخ کا یا مطلع نور
تشابہ نہین یہہ قرص مہ کامل سے ضرور

منفعل جسکی صفا دیکھکے ہین عارض حور
عکس اسکا جو پڑے چاندنی کا ہو ظہور

ناف بہی اوس شکم صاف سے یون اظہر ہے
شبہ ہوتا ہے ہر اک کو یہہ شناور ہے

ہے نزاکت مین کمر وہ رگ برگ گلنشر — راہ باریک ہے کہتی ہین یہہ اے اہل نظر
یہہ وہ جملہ ہے کہ تنے نہین کچہہ جسکی خبر — اسکے نظارہ مین حیران ہے خود عقل بشر

مصرعۂ قد مین کمر بھی ہے عجب راز ہے یہہ
حشر کے ساتہہ عدم بھی ہے خدا ساز ہے یہہ

اس سے آگے ہو رسائی یہہ نہین تاب نظر — راز یہہ اور ہے کیا وصف ہو اسکا یکسر
صاف کہدون تو ہے تہذیب بشر سے باہر — اسکی تعریف ہو در پردہ اگر ہے بہتر

زیست کا لطف ہے راحت کا مزا ہی اسمین
ذائقۂ نفس کو ملجاتا ہے کیا ہے اسمین

اسکی رفتار کے انداز کو دون کس سے مثال — جسکے اٹھکھیلیون سے کبک دری ہے پامال
نقش پا صورت خورشید منور بکمال — ایک اک گام پہ دلمین یہی آتا ہے خیال

پاؤن دل لینے پہ کیا خوب ہے آمادہ ہین
دوستون مملکت حسن کے ستادہ ہین

ناخن پا کی نزاکت سے ہے بدر لکو خراش — چاند کا خاکا بناتے ہین اسی سے نقاش
اونکی حالت کا بیان کرتے ہین جگر کو ہے پاش — اسکا مضمون ہے خنجر کیطرح سینہ تراش

حسن ناخن سے یہہ اعجاز نمایان ہوجائے
ماہ نو رشک سے گہٹ کر مہ تابان ہوجائے

شوخیون کا وہ ہے عالم کہ اک عالم ہے فدا
قلب بے چین رہے دیکھ کے انداز و ادا
نیک سیرت ہے تو صورت بھی ہے ما شا اللہ
حسن اخلاق مین ثانی نہین کوئی اوسکا

خوبئے حسن سے دیوانہ بنا لیتا ہے
بھولی باتون سے میرا دل وہ لبھا لیتا ہے

آجکل اپنے سنورنے مین ہے مشغول وہ یار
زلف اور رخ کی سجاوٹ ہے اوسی لیل و نہار
خوب بن کے دکھاتا ہے وہ جوبن کی بہار
بلکہ ہر طور سے ہے مد نظر اپنا سنگہار

حسن و خوبی کی ترقی پہ جو آرایش ہے
روز اب محکو نئی چیز کی فرمایش ہے

کپڑے پاکیزہ بدن مین ہین گلے مین ہیکل
آئینہ سامنے ہر وقت ہے مسی کا جل
شوخیون سے ہے طبیعت مین غضب کی ہلچل
ذائقہ ملتا ہے بانو نہین عجب پہلے پہل

اندنون مجھسے وہ مالوف ہے مشتاق بہی ہے
خوش سلیقہ ہے مہذب ہے خوش اخلاق بہی ہے
۲۷۴

جب سنی یار نے اسطرح کی مجھسے تقریر
ایسا ساکت ہوا خود بنگیا تشکل تصویر
کام پر آگئی جو سوچی تھی مینے تدبیر
اوسنے پھر روکے کہا مجھسے کہ ہے یہ تقدیر

آج معلوم ہوا اور یہ تم مرتے ہو
یہی باعث ہے کہ اب بات نہین کرتے ہو

بدگمانی یہہ کبھی دل مین نہ لاؤ صاحب
بیمحل فقرے یہہ دلسے نہ بناؤ صاحب

آتش رشک سے ہمکو نہ جلاؤ صاحب
ایسے یا نہین کسی نادان کو ستاؤ صاحب

چلو بس جانے دو کیا صحبت و تکرار کرین
آؤ مل لیوین گلے کھول کے جی پیار کرین

بیٹھے یہہ اوس سے کہا ہو تمہین آئی بکا
رابطہ تجھسے مجھے منظور نہین ہے زنہار

بیٹھے یا نہین یہہ لگاوٹ کے کہ نکر تو ہر بار
نہین ہے مہر و محبت سے مجھے کچھ سروکار

تجھکو یہہ صحبت اغیار مبارک ہووے
اور مجکو وہ نیا یار مبارک ہووے

تری صحبت سے نہ کس طرح طبیعت گھبرائے
ہے مثل جسکو کہ پیا چاہے سہاگن ہو جائے

تجھسے بہتر جو ہو دل اوس پہ نہ کسو واسطے آئے
اوس کے آگے نہ کوئی حور بھی آنکھوں مین سمائے

اوسکے آگے نہ کبھی ہوئیگی عزت تیری
چاہتا ہی نہین دل دیکھون مین صورت تیری

۲۷۸

رنج پر رنج میری جان غضب تو نے دیا
حال جو گذرا ہے وہ کہنے کو آتی ہے حیا

جسکے باعث سے زمانہ مین مین آوارہ رہا
سمجھے اگر بولون تو ہوتا ہے سراسر شکوا

تیرے چھینی نظرون سے گئے تیر گڑے ہین دلمین
سخن سخت سے ناسور پڑے ہین دلمین

جب یہہ باتین سنین اوس یار نے مجھسے کہیں
بیرخی سے جو میرے بڑہنے لگے خوف و خطر
رنگ بیڈہنگ سمجھکر ہوا از حد مضطر
گر کے قدمون پہ میرے کہنے لگا رو رو کر

مل کے اوروں سے نہ تم میری محبت بہولو
دل سے اپنے نہ شب وصل کی لذت بہولو

خود مین اس فعل سے محجوب ہون آتی ہے حیا
عفو فرمائیگا آپ کی تو از بہر خدا
جو کہ تقدیر مین لکہا تہا وہ ہونا تہا ہوا
اب سے بار نہو گی کبھی پھر ایسی خطا

آپکے پند و نصیحت کے سزاوار ہین ہم
جو سزا دیجئے واجب ہے گنہگار ہین ہم

اوس سے جب عجز کی تقریر سنی تب یہہ کہا
یار نے پہر تو قسم کہا کے یہہ اقرار کیا
قول کا تیرے یقین مجکو نہین ہے اصلا
عشق اوروں کا کرینگے نہ کبھی ہم بخدا

تک نہینگے کبھی اوروں سے محبت ہرگز
دل مین ہو گی نہ کسی اور کی الفت ہرگز
۲۸۲

کہہ کے یہہ بعد گلے سے میرے لپٹا آکر
مجھکو دکھلانے لگا باغ جوانی کی بہار
اور کہا دور کرو رنج کے دل سے آثار
ہو گیا ہار گلے کا وہ میرے گلرخسار

جب صفائی ہوئی پیدا تو شکایت نہ رہی
دل کے آئینہ پہ وہ گرد کدورت نہ رہی

سچ ہے بچھڑے ہوئے جب ہوتے ہین یکجا باہم   تازہ ہو جاتا ہے کچھہ دم کے لئے ہجر کا غم
آکے دلدار گلے سے میرے لپٹا جسدم   رنجشین ہجر کی یاد آئین ہوا اور ستم

دیکھہ منھ آیا وہین پھوٹے پھپھولے دل کے
روئے جی کھول کے آپسمین گلے مل مل کے

الغرض گریہ وزاری سے ہوا یہہ نقشا   ہچکیان بندھ گئین رونے سے گلا بیٹھہ گیا
آنسو آنکھون سے میرے پونچھکے پھر اوسنے کہا   اتنی فرقت نہ رہی چپ رہو روتا کیا

وقت آیا ہے خوشی کا کہین غم کہاتے ہین
رونا موقوف کرو ہم تمہین سمجھاتے ہین

بارے کین جو تسلی کی یہہ باتین دو چار   دل مضطر کو میرے ہو گیا کچھہ صبر و قرار
پھر تو پیدا ہوئے چہرہ سے خوشی کے آثار   تازہ انداز سے ہنستے ہوئے پھر آخر کار

اوسنے پوچھا کہ کہو ہجر مین کیا حالت تھی
مینے بولا کہ کہون کیا مین عجب آفت تھی ۲۸۶

شاق تھا عاشق ناشاد کو بس نام فراق   تھی توقع کسے یان زیست کی ہنگام فراق
سچ تو یہہ ہے کہ ہوا اللہ سے انجام فراق   صبح وصلت کی ہوئی دور ہوئی شام فراق

مرحلے ہو گئے آسان جو تھے مشکل کے
کسکو امید تھی یون نکلینگے ارمان دل کے

یون ہی کچھ دیر بیان اوس سے کیا حال اپنا
رنج و غم دور ہوئے عیش ملا حد سے سوا

لیکے وہ گود مین پہر ہنستے ہوئے آبیٹھا
جتنا رنجور تھا مین اوتنا ہی مسرور ہوا

شوخیان طبع کی پہر رنگیان دکھلانے لگین
صحبتین پچھلی وہ سب پہر مجھے یاد آنے لگین

ساقیا پہر دے دوبارہ مجھے ساغر پیہم
بخدا موت سے کم تھی نہ جدائی صنم

نشہ وہ ہو کہ فراموش رہین رنج و الم
میرے خالق نے کئے مجھپہ بڑے لطف و کرم

بعد مدت کے شب وصلتِ یار آئی ہے
باغ دل مین میرے پہر تازہ بہار آئی ہے

مئی خوش کیف وہ دے جس سے کہ ہوجائے سرور
اپنے بچھڑے ہوے سے آج ملا ہے مہجور

ہو طبیعت سے کسانت کہین فرقت کی دور
شکر صد شکر یہہ ہے قدرت یار بکا ظہور

آفتِ ہجر مین کل تک بھی گرفتار تھے ہم
آج پہلو مین وہ ہے جسکے طلبگار تھے ہم

۲۹۰

میرا اجڑا ہوا کاشانہ ہوا پہر آباد
مدتون جسکی تمنا مین رہا مین برباد

گرفتنِ دل کے اترے ہوی کامل بہار
دل غمدیدہ ہے وصلت اوسیکے اب شاد

اپنے تاثیر دکھائی ہے دعا نے مجکو
سرفراز آج کیا میرے خدا نے مجکو

چاہتا تھا میں جسے ہے وہ میرا ہم صحبت — رہے تقدیر کہ نکلی میرے دل کی حسرت
ہر نفس دیتا ہے اب مژدۂ عیش و عشرت — بڑھ گیا حد سے سوا حسن عروس قسمت

وصل جانان سے رچی جب میرے گھر میں شادی
دوست دینے لگے آ آ کے مبارکبادی

الحمد للہ کہ اب یار سے صحبت ہے مجھے — رنج و غم دور ہوئے نشۂ عشرت ہے مجھے
زر قارون سے سوا وصل کی دولت ہے مجھے — بزم عشاق میں حاصل یہ فضیلت ہے مجھے

کیون نہ رتبہ ہو فزون بندۂ باری میں ہون
شکر ہے مصحف رخسار کا قاری میں ہون

شکر صد شکر کہ آرام سے ہوتی ہے بسر — وصل کے خوب اوڑاتا ہون مزے شام و سحر
اب نہ ہے غیر کا کھٹکا نہ جدائی کا خطر — آجکل زینت پہلو ہے میرا وہ دلبر

شمع سان غیر کی صورت سے جلا کرتا ہے
مجھپہ جان صورت پروانہ فدا کرتا ہے

ایسا کچھ مجھپہ فدا رہتا ہے وہ طفل حسین — جھوٹی باتین بھی کہون گر اوسی ہو جائے یقین
میری رنجیدگی اب اوسکو گوارا ہی نہین — کبھی کچھ فکر بھی ہو تو مجھے پا کر غمگین

غنچۂ دل میرا اسطرح کھلا دیتا ہے
گدگدی کر کے وہین مجکو ہنسا دیتا ہے

ان دنون دونو طرف سے ہے محبت کامل
شیفتہ اوسپہ ہون مین وہ بہی مجھپر مائل

آشنائی کے مزے ہوتے ہین سب کچھہ حاصل
متفق ایک ہے حالت پہ ہوئی ہین دو دل

فرط اخلاص سے کچھہ لطف نیا رہتا ہے
مین فدا اوسپہ تو وہ مجھپہ فدا رہتا ہے

دولتِ عیش سے از بسکہ ہون مین مالا مال
عاشقی نے مجھے از حد یہہ دکھایا ہی کمال

دن کو ہے سیر چمن رات کو اوسکا وصال
ذکر کیا دوست کا دشمن کے بہی عاجز ہین خیال

ہو گئی مشہور زمانے مین کہانی میری
رنگ لائی ہے یہہ دلچسپ جوانی میری

اوج پر آج ہے صد شکر نصیبہ میرا
سہل ہو جاتا ہے جو کام کہ ہے مشکل کا

ہے طبیعت کو تردد نہ تو غم ہے اصلا
ہر طرح سے ہے میرے حال پہ فضل مولا

گر بگڑتی ہے کوئی بات سنور جاتی ہے
آرزو دل مین جو ہوتی ہے وہ بر آتی ہے ۲۶۸

ایسی ہی مجھپہ عنایات خدائے ذیشان
ہین میسر مجھے ہر طرح خوشی کے سامان

شکر یہ اسکا ادا کیا ہو کہ ہی لال زبان
دوست احباب ہین ہر وقت ہے جلسہ کا سامان

ساقی ہمراہ ہے دور مئے گلنار بہی ہے
سیر گلشن کی ہے آغوش مین دلدار بہی ہے

گلشن دہر مین ابعیش سے ہوتی ہے بسر
سیر و تفریح سے اور پہلو مین ہر دم دلبر

فرط اخلاص سے احباب ہین خوش ہو کر
تہنیت دیتے ہین یون کر کے دعائین اکثر

رنج و غم تیرے خوشی سے ہون مبدل افضل
اور اس سے بھی ہو رتبہ ترا افضل افضل

تمت

قطعات تاریخ ترتیب و طبع و سوخت

من تصنیف عالیجناب معلے القاب راجہ راجایان راجہ کشن پرشاد مہاراجہ بہادر دام اللہ اقبالہٗ پیشکار و وزیر افواج سرکار عالی تخلص شاد

عجب ابر در بار طبع رسا ہے
کیا کشت معنے کو اکدم مین جل تھل

ہوئی دلکو جب فکر تاریخ تصنیف
کہا شاد نے جام جمشید افضل

۱۳۱۲ ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف جناب میر خیرات علیخان صاحب سخی فرزند آغوشی روشن الدولہ مرحوم تلمیذ منتہی مرحوم اوستاد مصنف واسوخت

گل اسکے مضمون ہین ہر اک لفظ اسکا رنگین ہے
گلستان سی لطافت مین کئی درجے زیادہ ہے
ہوئی جب فکر سال طبع کی دل سے سخی مجھکو
ندا آئی بہار لاہوتی کیا گلزار افضل ہے ۱۲ ۱۳ھ

من تصنیف جناب بہادر علی بدر صاحب بدر نبیرۂ نواب ظفر الدولہ مرحوم و منصف عدالت جالنہ

درخشان ہوا مہر واسوخت جس دم
کہا دل نے ہے شعلۂ طور افضل
فلک نے جو تاریخ پوچھی تو ہنسکر
کہا بدر نے لمعۂ نور افضل ۱۲ ۱۳ھ

من تصنیف منشی دہنپت رائے صاحب محقق لکھنوی مدار المہام نواب وحید الدولہ بہادر

اے محقق طبع شد بیمثل بہتر بے نظیر
چون کلام افضل نامی ممدوح انام
گشت تاریخش بزبر و بینہ از معجمات
یادگار افضل یکتا مطبوع کرام ۱۲ ۱۳ھ

زبر و بینہ	یا	فا	ضاد	یا	تا	با	جملہ ۱۳۱۲ھ
	۱۱	۸۱	۸۰۵	۱۱	۴۰۱	۳	

ایضاً در صنعت نادر از حروف معجمہ

این کلام بیمثال و دلربا چون طبع گشت
از محقق خواست افضل نظم تاریخش شتاب

زود رقم فوراً بہ نادر از حروف نقطہ دار | طبع شد واسوخت نادر عمدہ دلبر لاجواب ۱۳۱۲ھ

ب	ش	خ	ت	ن	ب	ج	ب	
دو	سہ صد	شش صد	چہار صد	پنجاہ	دو	سہ	دو	
۱۰	۱۵۹	۶۹۴	۳۰۳	۶۱	۱۰	۶۵	۱۰	جملہ ۱۳۱۲ ہجری

ایضاً بہ قاعدہ جمل

عجیب و خوب و دل افروز طبع شد واسوخت | کہ ہر کس است بصد شوق طالب وجویا
محقق از پے سالش بگفت این مصرع | کلام افضل نامی وناطق وگویا ۱۳۱۲ھ

من تصنیف جناب ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

افضل نے کہا تہا جو کہ واسوخت | وہ چہپ گیا شکر کی ہے یہہ جا
اے یاس کہو ز روئے الفت | اظہار نیا ہے سوز دل کا ۱۳۱۲ھ

ولہ

واسوخت افضل سخندان فی الحال | مطبوع ہوا دکنین با صد زینت
اے یاس یہہ طبع کی ہے اوسکی تاریخ | حال سوز شب فراق والفت ۱۳۱۲ھ

من تصنیف منشی رام سہائے صاحب تمنا لکھنوی اکونٹنٹ انسپکٹر صاحب مدارس واڈیٹر اخبار سررشتہ تعلیم اودہ

خوب افضل کا ہی کلام افضل | ہے زبان صاف اگرچہ شوخ بیان

شعر جو ہی وہ دل مین چبھتا ہے	ذکر فرقت ہے نشتر بران
دل جو بہڑکا امید وصلت سے	یاس کا دور ہو گیا ہے سمان
مصرعۂ سال اسے تمنا لکھہ	ہے یہ واسوخت دل پسند جہان ۱۳۱۲ھ

طبعزاد منشی دوارکا پرشاد صاحب افق مالک نظم اخبار لکھنو

افضل نے جو فاضل و ذکی ہین	سب سے افضل کلام چہاپا
تاریخ افق نے کی قلمبند	واسوخت پسند عام چہاپا ۱۳۱۲ھ

طبعزاد منشی ماتا پرشاد صاحب نیسان

سراپا قابل تعریف ہی واسوخت افضل کا	زبان شستہ ہی بندش چست ہی مضمون ہی چیدہ
لب الہام سی تاریخ پڑہ دی اوسکی نیسان نے	چہپا ہے کیا کلام افضل اعلی پسندیدہ ۱۳۱۲ھ

طبعزاد منشی گوبند پرشاد صاحب تخلص بہ فضا

انکہ منشی تخلصش افضل	در فن شعر دلبری آموخت
کرد واسوخت دلربا تصنیف	جامہ شعر را بگوہر دوخت
جوہری سخن بود لاریب	چہ مضامین گوہرین اندوخت
شاعران گرد او چو پروانہ	وہ چہ شمع سخنوری افروخت
این فضا نیز بے سر اندوہ	گفت تاریخ بُرد دل واسوخت ۱۳۱۲ھ

ولہ

شاعری انکه بود منشی شنکر پرشاد	کرد تصنیف چنین از همه خوشتر واسوخت
چونکه شد طبع کنون بے سر اندیشه فضا	سال تاریخ همین گفت چو گوهر واسوخت ۱۲ ۱۳ھ

طبعزاد منشی سیتلا سہاے اعزاز مصنف گنجینہ تحقیقات خلف منشی رام سہاے تمنا

افتخار کلام افضل سے	جوش پر ہے شباب حسن سخن
ہے تاریخ سال اے اعزاز	کر رقم آفتاب حسن سخن ۱۲ ۱۳ھ

طبعزاد منشی امبیکا پرشاد اعجاز خلف منشی ماتا پرشاد صاحب

افضل نے کیا ہے خوب تصنیف	عمدہ نادر صحیح واسوخت
اعجاز نے لکھی اوسکی تاریخ	اچھا یہہ کہا فصیح واسوخت ۱۲ ۱۳ھ

زبدۂ مبینات از حروف غیر منقوط من تصنیف منشی خیراتی لال صاحب شگفتہ شاگرد مرزا اصغر علیخان صاحب نسیم دہلوی ساکن محلہ نوبستہ

افضل کا ہوا جو طبع واسوخت نفیس	ہر اک نے کہا کہ واہ سبحان اللہ
تاریخ شگفتہ اسکی لکھدو فی الفور	واسوخت لکھا ہے پاک بہتر کیا واہ ۱۲ ۱۳ھ

و	ا	س	و	ل	ک	ه	ا	ه	ا	ک	ه	ر	ک	ا	و	ا	ه
۱۳	۱۱۱	۱۲۰	۱۳	۷۱	۱۰۱	۶	۱۱۱	۶	۱۱۱	۱۰۱	۶	۲۰۱	۱۰۱	۱۱۱	۱۱۳	۱۱۱	۶

طبعزاد منشی چاندبلی صاحب تکلم ساکن محلہ نولستہ تلمیذ حضرت شیفتہ لکھنوی

افضل نے کمال شاعری سے	واسوخت نفیس یہ لکھا ہے
دیکھا جس نے بغور اس کو	وہ شیفتہ دل سے ہو گیا ہے
تاریخ لکھو تکلم اب سن کی	واسوخت نے لطف کیا دیا ہے ۱۳۱۲ھ

طبعزاد جناب انباپرشاد صاحب ہنر سررشتہ دار علاقہ پائگاہ نواب سر آسمانجاہ بہادر تلمیذ سخی صاحب

عجب پیرایہ مین لکھا ہی یہ دردآمیز حال اپنا	نہ کیونکر ہاں نہیں ہووے مشہور اس فسانہ کا افضل
ہوئی جو تاریخ کی مجہکو فکر ایسی آئی صدا فلک سے	کہو ہنر سال طبع اچھا عروج ہی کلام افضل ۱۳۱۲ھ

وله

ہوا جو واسوخت یہ تب خدا کے فضل و کرم سے صد شکر	ہوئی تحسین یہ لکھو میر کہ اسکی تاریخ سال کیا ہی
ندا یہ آئی یہ سر بلاغت سے ای ہنر کہہ مدام اسطرح تم	کلام رنگین نفیس عمدہ فسانہ عشق سے لقا ہی ۱۳۱۲ھ

طبعزاد محمد اصحاب الدین صاحب رفیق شاگرد سخی صاحب نبیرہ مولوی حمید الدین صاحب مرحوم سابق ناظم دیوانی خرد

افضل خوش کلام نے فی الحال	شاعری مین عجب کی جدت
کیون نہ روشن ہو ہر سخن اسکا	جلوہ گر شمع طور کی صورت

ہی کہین واردات شام و سحر ۔ کہین سردی ہے اور کہین حدت
ہے کہین رنج ہجر یار کا حال ۔ ہے کہین ذکر لذت وصلت
ہے مصیبت کہین بیابان کی ۔ ہے کہین سیر باغ کی راحت
ایسے پر درد اسکے مضمون ہین ۔ سنگدل کو ہو دفعتاً رقت
اشک بے ساختہ بھر آتے ہین ۔ دیکھہ کر یہہ فسانہ فرقت
دوست دشمن سبکے منہ سے یہ نکلا ۔ آفرین آفرین باین ہمت
کیون نہ پر درد اسکے مضمون ہون ۔ اپنی لکھی ہے یک قلم حالت
حرف منقوط سے کہو یہ رفیق ۔ خوب لکھا فسانہ فرقت ۱۲

طبع زاد میر عابد علی قدرت شاگرد سخی صاحب

واہ کیا موزون طبیعت ہوگئی ہی آپکی ۔ خوب ہی افضل عاشق مزاج اعجاز عشق
شوق سی اسکو سراک کہتا ہی آفرین ۔ بنگیا ہی عاشقون کے سرکا تاج اعجاز عشق
خامۂ قدرت نے لکھا مصرعۂ تاریخ طبع ۔ چھپ گیا کیا لایق تحسین ہی آج اعجاز عشق

من تصنیف بہاری لال صاحب رمز تلمیذ جناب مولانا میر شمس الدین صاحب قبلہ فیض قدس سرہ

خوشا افضل عجب واسوخت بنوشت ۔ زہے طبع ذکی و عقل صائب
بہ چشم شایقان گردید ای رمز ۔ تماشا گاہ تمہید عجائب

ولہ

افضل کا یہہ ہے کلام یا رمز — گنجینہ بے حساب واسوخت
فرقت کی ہے شب مین دل لگی کو — افسانہ لاجواب واسوخت ١٣١٠

ولہ

کیا یہہ واسوخت ہی یا آتش عشق — سنکے دل تپ گیا مثل منقل
ہین دھوان دھار بسنا مین رمز — ہے جگر سوز کلام افضل ١٣١٣

ولہ

سنکے اس زور وشور کا واسوخت — پھر تاریخ کچھہ تو کر ہل چل
یون سن عیسوی مین بس وہ بات — رمز کہہ واہ واہ جی افضل ١٨٩٦ تضعیف

ولہ

اینست کہ طبعزاد افضل اے رمز — نشگفت گل شباب سبحان اللہ
تحریر کن از سن الہی تاریخ — واسوخت بلاجواب سبحان اللہ ١٣١٥

من طبع زہری پرشاد صاحب خیر منصبدار متعینہ دفتر پیشکار صاحب بہادر و وزیر افواج سرکار عالی

چو افضل گفت یک واسوخت تازہ — بسلک شاعری درہا سب آمود
خرد تاریخ آن زر خیر فی الفور — بہارستان شور انگیز فرمود ١٣١٣

وله

آن افضل زمانہ چو د اسوختی نوشت	خوش فکر خوش مزاج خوش اخلاق اہل علم
از خیر آمدہ سن تکمیل او چنین	اعزاز عشق مطلع انوار بحر علم ۱۳ ۱۳۰ھ

وله

گفت داسوخت چونکہ فاضل ما	عقدہ شعر و سخن کردہ حل
سال فصلی ادائے خیر شنو	گفتہ ام مطلع مہر افضل ۱۳۰۵ھ

من طبع ٹہاکر پرشاد صاحب نظم علاقہ عالیجناب مہاراجہ بہادر پیشکار صاحب و وزیر افواج سرکار عالی

این کلام افضل فضلائے دہر	قصہ درد دل بیتاب است
کن رقم از حرف مجم سال نظم	شمع بزم خاطر احباب است ۱۳۱۳ھ

اعلان

جہان مثل زلیخا شیفتہ تہا جن مضامین پر
تماشہ ہی کہ یوسف بنکے وہ بازار مین آئے

بہتیرے ناظرین تمکین کی خدمت مین عرض رسا ہی کہ یہہ نسخہ پرتاثیر جسکے دیکھنے سی درد مندان الفت کو وفور اشتیاق کا باعث ہی مصنفہ جناب رائے اشنکر پرشاد صاحب افضل میر منشی عدالت دیوانی بلدہ مین بصحت تمام و بخط خوش طبع ہوا ہی جن حضرات کو اسکی خریداری منظور ہو مطبع نیاز مند [illegible] مطبع فخر نظامی حیدرآباد دکن